REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۷ — شمارہ ۲۴

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائبین:- جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری۔

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN:- 143516.

۸ رجب ۱۳۹۸ھ — ۱۵ احسان ۱۳۵۷ ہش — ۱۵ جون ۱۹۷۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۲ احسان (جون)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل کے ذریعہ موصول شدہ مورخہ ۵ جون ۱۹۷۸ء کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ تاحال لندن میں قیام فرما ہیں۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۲ احسان (جون)۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیرِ مقامی مع اہل و عیال و جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

وفاتِ مسیحؑ کے متعلق لندن میں سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی

بیس سے زائد ملکوں کے نمائندگان کی شرکت!

کانفرنس کے آخری روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک گھنٹہ سے زائد خطاب فرمایا!

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور جماعتِ احمدیہ کے دیگر مقررین کے علاوہ بعض عیسائی محققین نے اپنے مقالے پیش کئے

مُرتبہ: محمد انعام غوری

قادیان ۷ احسان (جون) آج یہ خوشکن اطلاع موصول ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وفاتِ مسیحؑ سے متعلق لندن میں سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس ۲-۳-۴ جون کو منعقد ہو کر نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ۔ اِس تاریخی کانفرنس کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مبارک وجود سے زینت بخشی۔ اور آخری روز اپنے بصیرت افروز خطاب سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ اِس کانفرنس کا افتتام حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر بین الاقوامی عدالتِ انصاف (ہیگ) نے فرمایا۔ اِس کانفرنس میں جہاں جماعتِ احمدیہ کی نامور شخصیتوں اور محققوں نے تحقیقی مقالے پیش کئے وہاں بعض عیسائی و دیگر محققین مثلاً انڈریس فیبر قیصر آف سپین۔ ڈاکٹر لاڈِسلاؤ فلپ Dr. Ladislau Mr. R. C. E. اور Phillip. Skolfield وغیرہ شریکِ کانفرنس ہوئے اور اپنے مقالہ جات خود پڑھ کر سُنائے۔

اِس بین الاقوامی کانفرنس کے مختصر احوال و کوائف ہمیں مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب آف کٹک (اڑیسہ) کے ذریعہ موصول ہوئے جو لندن کانفرنس میں شرکت کے بعد آج یہاں وارد ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف ہندوستان کے وہ پہلے احمدی ڈاکٹر ہیں جنہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے "نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کے تحت اسوکورے (ASOKORE) غانا (مغربی افریقہ) میں طبی خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج بعد نمازِ عشاء مسجد اقصےٰ میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں احباب قادیان و مستورات حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی مصروفیات اور لندن کانفرنس کے احوال سُننے کے اشتیاق میں بکثرت شریک ہوئیں تلاوت و نظم کے بعد سب سے پہلے محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف کا تعارف کروایا۔ اِس کے بعد ڈاکٹر طارق احمد صاحب نے پہلے تو مغربی افریقہ میں خدمت کے لئے اپنے انتخاب اور وہاں کی کارکردگی کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا کسی قدر تذکرہ کیا۔ اور پھر لندن کانفرنس کے مختصر کوائف سُنائے۔ اور پروگرام کی ایک مطبوعہ کاپی بھی بہم پہنچائی۔ جس کی مدد سے ہم قارئینِ بدر کے استفادہ کے لئے اوّلین اشاعت میں لندن کانفرنس کا مختصر جائزہ پیش کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر طارق صاحب نے بتایا کہ اِس کانفرنس میں اسپین۔ فرانس۔ سویڈن۔ ڈنمارک۔ ناروے۔ یوگوسلاویہ۔ کینیڈا۔ سائوتھ امریکا۔ U.S.A۔ جرمنی۔ انڈونیشیا۔ ماریشس۔ یوگنڈا۔ تنزانیہ۔ غانا۔ نائیجیریا۔ ہندوستان۔ پاکستان اور اسرائیل وغیرہ ملکوں سے دُور دراز کا سفر اختیار کر کے کئی نمائندوں نے اِس بین الاقوامی کانفرنس میں شمولیت کی۔ اور دیگر مقالوں کے علاوہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز خطاب سے مستفیض ہوئے۔

کانفرنس کا پروگرام ۲ جون کو بعد نماز جُمعہ تلاوتِ قرآن مجید کے ساتھ شروع ہُوا۔ تلاوت کے بعد جناب امام بشیر احمد صاحب رفیق نے استقبالیہ ایڈریس پڑھا۔ بعدہٗ محترم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ نے اس تاریخی کانفرنس کا افتتاح فرمایا۔ اس نشست میں تین مقالے پڑھے گئے۔ جناب پروفیسر فدا محمد حسنین صاحب آف کشمیر چونکہ خود

(آگے مسلسل صفحہ ۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

تشریف نہیں لے جا سکے تھے۔ اس لئے اُن کا مقالہ جناب ظفر چوہدری ریٹائرڈ ایر مارشل نے پڑھ کر سُنایا۔

دوسرا مقالہ بعنوان "حضرت مسیحؑ صلیب پر نہیں مرے" سپین کے جناب اینڈریس فیبر قیصر ANDREAS FABER-KAISER. نے خود پڑھ کر سُنایا۔ آخر میں DR. LADISLAV PHILLIP نے اپنا مقالہ بعنوان "JESUS' ACTIVITY BEYOND PALESTINE A NEW POINT OF VIEW". خود پڑھ کر سُنایا۔

اِس کے بعد آدھ گھنٹے کا وقفہ سوال وجواب کے لئے مختص تھا۔ اس دوران حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے نہایت سُلجھے ہوئے انداز میں حاضرین کے سوال کے جوابات دیئے۔

دُوسرا روز

مورخہ ۳ر جون ہفتہ کے دن اِس کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوئیں۔ چنانچہ دس تا ایک بجے دوپہر پہلی نشست میں تین مقالے پڑھے گئے۔ پہلا مقالہ ڈنمارک کے نومسلم ڈاکٹر عبد السلام میڈسن نے "قرآنی تعلیمات کی روشنی میں حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت سے مخلصی" کے عنوان پر پڑھ کر سُنایا۔

اِس کے بعد جناب امام بشیر احمد خان صاحب رفیق نے "بائیبل کی روشنی میں حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت سے نجات" کے عنوان پر اپنا مقالہ پیش کیا۔ آخر میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ نے "حضرت مسیح علیہ السلام کا منصب عبد یا معبود" کے عنوان پر اپنا مقالہ پڑھا۔

دوسری نشست میں بھی جو اڑھائی بجے سے چھ بجے شام تک جاری رہی۔ تین مقالے پیش کئے گئے۔ چنانچہ پہلا مقالہ محترم جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ' جو امریکہ میں ورلڈ بنک کے ڈائریکٹر ہیں' نے "اسرائیل کے گمشدہ قبائل" کے عنوان سے اپنا ایک تحقیقی مقالہ پڑھ کر سُنایا۔

دوسرا مقالہ جناب شیخ عبد القادر صاحب نے "THE POST CRUCIFIXION LIFE OF JESUS" کے عنوان سے پیش کیا۔ آخر میں MR. R.C.E. SKOLFIELD نے اپنا مقالہ پڑھ کر سُنایا۔

اس کے بعد سوالات کے لئے وقت مقرر تھا چنانچہ اس موقعہ پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے علاوہ محترم جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور جناب عبد السلام صاحب میڈسن نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

تیسرا روز

مورخہ ۴ر جون بروز اتوار اِس کانفرنس کی آخری نشست منعقد ہوئی جس میں تلاوت کے بعد حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ بعدہٗ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ جو ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ مکرم ڈاکٹر طارق صاحب نے بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کا خاص طور پر ذکر فرمایا کہ عیسائی آج دُنیا کی توجہ کفنِ مسیحؑ کی طرف پھیر رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک کفنِ مسیحؑ اُن دلائل میں سے ایک دلیل سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا جو حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کے ضمن میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ حواریوں وغیرہ کی گواہیاں اس سے زیادہ مستند اور معتبر ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں حاضرین کو اِس امر کی طرف توجہ دلائی کہ آٹھ دس سال قبل میں نے یورپ کو متنبہ کیا تھا کہ وہ خدائے واحد کی طرف رجُوع کرے۔ ورنہ عظیم تباہی سر پر منڈلا رہی ہے۔ آج ایک بار پھر متنبہ کرتا ہُوں کہ اگر آپ اب بھی خدائے واحد و یگانہ کی طرف رجُوع نہیں کریں گے تو وہ عظیم تباہی ناگزیر ہے۔

ڈاکٹر طارق صاحب نے بتایا کہ آخر میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے برٹش کونسل آف چرچس کی طرف سے آمدہ ایک خط پڑھ کر سُنایا۔ جس میں تحریر تھا کہ بے شک عیسائی دُنیا نے بھی اسلام پر حملے کئے لیکن اب جماعتِ احمدیہ کی طرف سے عیسائیت کے بُنیادی عقائد پر حملے کئے جارہے ہیں۔ اور ساتھ ہی اِس خط کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ کو مناظرہ کا چیلنج بھی دیا گیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خط کا اسی وقت جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ یہ درست ہے کہ عیسائی دُنیا نے اسلام کے خلاف ناروا حملے کئے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے کہ جماعتِ احمدیہ عیسائیت کے خلاف اسی قسم کے حملے کر رہی ہے۔ حضور نے فرمایا، اِس کانفرنس کے تمام لیکچر ٹیپ میں محفوظ ہیں۔ اُن میں ایک لفظ بھی حضرت مسیحؑ کی ہتک میں استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ حضرت مسیحؑ کو بڑی عزت سے یاد کیا گیا۔ اور اُن کے حقیقی منصب اور مقام کو واضح کیا گیا ہے۔

حضورؒ نے برٹش کونسل آف چرچس کا مناظرہ کے لئے چیلنج منظور کرتے ہوئے فرمایا۔ عیسائیت کا جو فرقہ چاہے، جس جگہ چاہے، خواہ لندن ہو یا روم یا U.S.A. وہ مناظرہ کے لئے میدان میں آجائیں، ہم تیار ہیں۔

مکرم ڈاکٹر طارق صاحب نے بتایا کہ اِس کانفرنس کی جہاں عیسائی دُنیا کی طرف سے مخالفت ہورہی ہے وہاں پریس کے ذریعہ اس کانفرنس کی بہت تشہیر بھی ہوئی۔ چنانچہ انگلستان کے نہایت درجہ کثیر الاشاعت روزنامہ دی ڈیلی ٹیلیگراف میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصویر کے ساتھ آرٹیکل شائع ہُوا۔ اِسی طرح اور بھی بہت سارے کثیر الاشاعت اخبارات میں اِس کانفرنس کا ذکر ہُوا اور کانفرنس میں متعدد پریس نمائندے موجود تھے۔

جماعت نے اِس بین الاقوامی کانفرنس کو مکمل طور پر فلمانے کی غرض سے ایک کمپنی کو ٹھیکہ دیا ہُوا ہے۔ اس کی رُو سے دو سَو پونڈ میں اب یہ فلم دستیاب ہوسکے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

لندن کانفرنس کا یہ ایک مختصر سا جائزہ تھا جو پرائیویٹ اطلاع کی بُنیاد پر پیش کیا گیا۔ مزید باضابطہ زیادہ مستند تفصیلات کا انتظار ہے جن کے دستیاب ہونے پر قارئینِ بدر کی خدمت میں پیش کردی جائیں گی۔

احباب دُعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ سفر بہت بابرکت فرمائے اور سفر و حضر میں آپ کا ہر طرح وہر آن حافظ و ناصر رہے اور لندن کانفرنس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔

اللہ تعالیٰ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کو بھی جزائے خیر عطا کرے۔ وہ اپنی شادی کے سلسلہ میں حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ایک ماہ کی چھٹی پر اپنے وطن جارہے ہیں۔

اِس جلسے کے آخر میں محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضور انور کے دَورہ کے بابرکت ہونے اور لندن کانفرنس کے مؤثر نتائج ظاہر ہونے کے لئے دُعا کی تحریک کرتے ہوئے اِجتماعی دُعا کرائی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک تبلیغی سفر یورپ

مختصر کوائف

قادیان۔ ہفتہ زیر اشاعت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ مبارک تبلیغی سفر یورپ کے بارہ میں جو مختصر کوائف روزنامہ الفضل کے ذریعہ یہاں موصول ہوئے ہیں، احباب کے رُوحانی استفادہ کے لئے انہیں ترتیب وار ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ بدر کے پہلے صفحہ پر جو لندن کانفرنس کی مختصر روئیداد کی رپورٹ درج ہے وہ جناب ڈاکٹر سید طارق احمد صاحب کے توسط سے پرائیویٹ نوعیت کی ہے۔ چونکہ یہ تازہ ترین اطلاع تھی جو قادیان میں ہمیں میسر آگئی۔ اس لئے اسے پہلے درج کر دیا گیا ہے۔ مگر حضور انور کے سفری کوائف کے تسلسل میں ذیل کا خلاصہ اپنی جگہ پر مستند اور باضابطہ ہے۔ اس کے پہلو بہ پہلو قدرے تفصیل سے جو رپورٹ نمائندہ الفضل کی طرف سے آرہی ہے وہ انشاء اللہ الفضل ہی کے حوالہ سے علیٰحدہ طور پر درج ہُوا کرے گی۔

بدر کی گزشتہ اشاعت میں احباب مطالعہ کر چکے ہیں کہ حضور انور مع رفقاء مورخہ ۱۱ر مئی کو کراچی سے فرینکفورٹ پہنچے۔ فرینکفورٹ میں حضور انور کا قیام ۲۰ر مئی تک رہا۔ پھر ۲۰ر مئی کو حضور سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے احمدیہ مشن ہاؤس میں تین روز قیام فرما کر ۲۴ر مئی کو فرینکفورٹ واپس تشریف لے آئے اور یہاں ۲۴ر سے ۲۹ر مئی تک قیام فرما رہے۔ ان دونوں ملکوں کے احباب جماعت بہت کثیر تعداد میں فرینکفورٹ اور زیورک

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بپا کردہ انقلاب عظیم جس نے اپنے آخری زمانہ میں غلبہ حاصل کرنا ہے زمانہ کے لحاظ سے اپنے دوسرے دور میں داخل ہو چکا ہے

انقلاب عظیم کی اس حرکت کے دو بنیادی تقاضے ہیں ۱ ہماری صفوں میں کامل اتحاد ہو ۲ ہمارے منصوبوں میں کامل یکجہتی ہو

یہ تقاضے جماعت احمدیہ کی خلافت کے دائمی نظام سے ہی پورے ہو سکتے ہیں جس کے ذریعہ اب تجدید دین مقدر ہو چکی ہے

امام آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجدد الف آخر بھی ہیں کوئی شخص آپ سے یہ زمانہ چھیننے کے لئے نہیں آ سکتا

سالانہ اجتماع کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا خدام احمدیت سے نہایت بصیرت افروز اختتامی خطاب

مؤرخہ ۶ نبوت ۱۳۵۶ ہش بمطابق ۶ نومبر ۱۹۷۷ء کی سہ پہر کو مسجد اقصیٰ کے صحن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے جو الوداعی خطاب فرمایا تھا، اب اس کا مکمل متن الفضل مجریہ ۲۱؍۵؍۷۸ میں شائع ہوا ہے قارئین بدر کے روحانی استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے ——— (ایڈیٹر بدر)

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔
ہمارے سالانہ اجتماع ہر سال ہوا کرتے ہیں لیکن بیچ میں کچھ دفعہ پڑ گیا۔ ۷۳ء کے بعد چوتھے سال یہ اجتماع ہوا ہے۔ کچھ اس کی وجہ سے اور کچھ میں سمجھتا ہوں، مرکزی تنظیم کی سستی کی وجہ سے ۷۳ء کی نسبت اس اجتماع میں کم مجالس شامل ہوئی ہیں۔ حالانکہ ۷۳ء کی نسبت بیسیوں

نئی مجالس اور جماعتیں

پاکستان میں قائم ہو چکی ہیں۔
امسال شامل ہونے والی مجالس کی کل تعداد ۴۹۳ ہے جبکہ ۷۳ء میں ۵۴۶ تھی۔ خدام بیرون ۱۹۵۴ اور ربوہ کے ۱۸۵۶ کل خدام ۳۸۱۰۔ اب جو غلطی ہو گئی وہ تو ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ آئندہ سال یہ غلطی نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمارا قدم آگے بڑھنا چاہیئے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کے ذمہ چندہ اطفال الاحمدیہ وقف جدید لگایا گیا ہے۔ یعنی احمدی گھرانوں میں چھوٹی عمر کے اطفال اور ناصرات (بھائیوں اور بہنوں) کے ذمہ سال رواں کے لئے مجموعی طور پر ایک لاکھ کا بجٹ تجویز ہوا تھا اس میں سے وعدے ۶۸ ہزار کے ہوئے اور وصولی اس وقت تک صرف ۲۸ ہزار کی ہے۔ اس لئے میں خدام الاحمدیہ کے ہر جگہ کے مقامی عہدیداران ——— خواہ وہ اس اجتماع میں شامل ہوئے ہیں یا سستی کی وجہ سے نہیں آ سکے ——— کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ایک تو اپنے بجٹ کے مطابق وعدے پورا کرنے کی کوشش کریں اور دوسرے

وصولی کی رفتار بھی بڑھائیں

اس وقت تک وصولی غالباً نصف ہونی چاہیئے تھی۔ اس میں ۲۸ ہزار کی کمی ہے اس کمی کو پورا کرنے کی طرف توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے جمعہ کے روز اپنی افتتاحی تقریر میں آپ بھائیوں اور بچوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بپا کردہ انقلاب عظیم آخری زمانے میں عروج کی منزلیں طے کرنے کے لئے زمانہ کے لحاظ سے اپنے دوسرے دور میں داخل ہو چکا ہے اور اس زمانہ کے متعلق قرآن کریم میں پیشگوئی کی گئی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ امت محمدیہ کو بشارتیں دی گئی ہیں کہ

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

کی بشارت کے مطابق دین اسلام تمام ادیان اور تمام ازمز (ISMS) پر غلبہ حاصل کرے گا۔ میں

عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

کے معنی محض مذاہب نہیں کرتا بلکہ انسانی دماغ نے تمدن اور معاشرہ اور اقتصادیات کے جو اصول بنائے ہیں اور جو لوگوں کے نزدیک مذہب کے قائمقام بن چکے ہیں ان کو بھی میں اس میں شامل کرتا ہوں۔ یعنی میرے نزدیک

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دین اسلام کی صداقت عیسائیوں پر تو واضح ہو جائے گی لیکن کمیونسٹ دہریوں پر واضح نہیں ہوگی بلکہ جو اشتراکی نظام ہے جسے انہوں نے مذہب کی بجائے اپنے ملک اور اپنے زیر اثر علاقوں میں قائم کر رکھا ہے اس پر بھی اسلام اپنے روحانی اور

اخلاقی اور علمی اصول کے ذریعہ

غالب آئے گا اور ان سے بھی یہ سکہ منوائے گا اور ان اقوام کو بھی جو مذہب کے نام سے تو دور ہٹ چکی ہیں لیکن جنہوں نے اپنی عملی زندگی کے لئے فلسفیانہ اصول بنا لئے ہیں ان کو ماننا پڑے گا کہ نہ کوئی پرانا دین اس زمانے میں کام آتا ہے اور نہ ان کی نقل ان کو نجات کی راہ دکھلا سکتی ہے اور اس کے نتیجہ میں نوع انسانی امت واحدہ بن کر اور ایک خاندان کے طور پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔

یہ انقلاب عظیم جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آج سے قریباً چودہ سو سال پہلے بپا کیا گیا تھا وہ اب جیسا کہ میں نے بتایا ہے اپنے عروج کو یعنی جب اس نے اپنی انتہا کو پہنچنا ہے اور اس نے آخری غلبہ حاصل کرنا ہے، اس دور میں داخل ہو چکا ہے۔ اس لئے اس انقلاب عظیم کی عظیم حرکت کا اپنے اس آخری دور میں داخل ہو جانا ہم سے

دو بنیادی مطالبے

کررہا ہے، اس وقت میں اپنی دو مطالبوں کے متعلق آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں

اوّل۔ نوعِ انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنا کر اور ایک خاندان کی حیثیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا کام ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہماری اپنی صفوں میں کامل اور پختہ اتحاد قائم ہو چنانچہ میں نے اس سے پہلے انصار اللہ کے اجتماع میں بتایا تھا کہ اسلام کے پہلے دور یعنی اسلام کی نشأۃ اولیٰ کی پہلی تین صدیوں میں خصوصاً اسلام کے ذریعہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کے نتیجہ میں انسانی زندگی میں بڑی انقلابی تبدیلیاں رُونما ہوئیں۔ لیکن ایک چیز بڑی نمایاں ہوکر ہمارے سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ اس اتحاد میں جو اسلام کے پہلے دور کا اتحاد ہے انتشار بھی بڑا نمایاں ہے مثلاً ہم فقہ کو لے لیتے ہیں۔ فقہ بھی دراصل عام قانون سے ملتی جلتی ہے یعنی جب عام قانون کو

الٰہی تعلیم ہدایت کے مطابق

مدوّن کیا جاتا ہے تو وہ فقہی مسائل بن جاتے ہیں مثلاً لین دین کے مسائل ہیں۔ لڑائی جھگڑے دُور کرنے کے مسائل ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات کے مسائل ہیں۔ تجارتوں کے مسائل ہیں۔ تجارتوں میں شراکت کے مسائل ہیں۔ ایک دوسرے کے اموال کی حفاظت کرنے۔ اموال غصب نہ کرنے۔ بددیانتی نہ کرنے اور خیانت نہ کرنے وغیرہ کے بارہ میں سارے قوانین کو فقہاء نے اسلامی ہدایت کی روشنی میں مدوّن کیا ہے۔ اگرچہ اسلام سے پہلے بھی دنیا کا قانون موجود تھا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے فقہائے اسلام نے دن رات ایک کر کے نوعِ انسانی کی اس میدان میں جو خدمت کی اس نے پہلی بار انسان کی آنکھ کھولی کہ اس رنگ میں یہ قوانین ہمارے سامنے آنے چاہئیں۔ ٹھیک ہے دنیا میں بعض پُرانے قوانین ایسے ہیں جو بعض قوموں نے بنائے ہیں اور جن کا نام آج یورپ بھی لے رہا ہے لیکن وہ بنیادی حسن اور وہ بنیادی کمال ان قوانین کے اندر ہمیں نظر نہیں آتا یہ اسلام ہی تھا جس نے انسان کی سوچ اور سمجھ اور [illegible] کا دھارا اس طرف موڑا جس طرف

انسان کی فطرت کا تقاضا

تھا۔ پس اگرچہ فقہائے اسلام نے بڑا کام کیا۔ آئمہ اربعہ نے بڑی محنتیں کیں۔ انہوں نے نوعِ انسانی کے لئے بڑی تکالیف اٹھائیں اور بنی نوعِ انسان کے ہاتھ میں ایک خوبصورت فقہ اور قانون دیا لیکن اس کے باوجود اُمّتِ مسلمہ میں چار مختلف گروہ بن گئے۔ ایک حنفی فقہ کو ماننے والے ہیں، ایک شافعی فقہ کو ماننے والے ہیں، ایک مالکی فقہ کو ماننے والے ہیں اور ایک حنبلی فقہ کو ماننے والے ہیں۔ پھر آگے ہر ایک میں اندرونی اختلاف ہیں۔ پس اتحاد کے اندر انتشار کہہ لیا جائے یا انتشار کے اندر اتحاد کہہ لیا جائے ایک ہی بات ہے۔ یعنی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ انتشار کلی طور پر ایسا انتشار تھا جس نے اُمّتِ مسلمہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے اور ان کا آپس میں اتصال ہی نہیں رہا تھا۔ ٹکڑے تو کر دیئے تھے لیکن ان کا اتصال بھی قائم رہا۔ کیونکہ وہ سب متفق تھے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر۔ وہ سب متفق تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے پر۔ وہ سب متفق تھے اسلام کے دینِ الٰہی ہونے پر کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل اور مکمل شریعت نازل فرمائی ہے۔ اور وہ تمام متفق تھے اس بات پر کہ قرآن کریم

ایک عظیم ہمیشہ رہنے والی ہدایت

پر مشتمل ہے جو بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے انسان کے ہاتھ میں دی گئی ہے غرض جو بنیادی مسائل تھے ان میں متفق تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پر متفق ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ نے جو یہ فرمایا تھا کہ میں اپنی ذات اور صفات میں بے مثل ہوں اور تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہوں اور کوئی عیب اور نقص اور کمی اور بُرائی میری طرف منسوب نہیں ہوسکتی ان باتوں میں آگے اختلاف ہوگیا۔ کسی نے کسی جگہ ٹھوکر کھائی اور کسی نے کسی جگہ ٹھوکر کھائی۔ لیکن بنیادی طور پر اتحاد بھی بڑا ہے اور انتشار بھی بہت ہے۔ اس انقلابِ عظیم کا حرکت کے پہلے دور میں دونوں چیزیں ایک ہی وقت میں ہمیں نظر آرہی ہیں۔ پس چونکہ نوعِ انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنا دینا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور ارشادات کے مطابق مسیح اور مہدی علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا کام ہے اس لئے آپ کی جماعت میں کسی قسم کا انتشار نہیں ہونا چاہیئے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کی رُو سے

اتحاد و اتفاق کا کامل نمونہ

جس میں کوئی رخنہ نہ ہو، وہ ہماری جماعت میں نظر آنا چاہیئے۔

دوم۔ اس انقلابِ عظیم کا اپنے دوسرے دور میں داخل ہو جانے کی وجہ سے دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ دینِ اسلام کے غلبہ کے لئے اور نوعِ انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنانے کے لئے جو منصوبے تیار کئے جائیں اور جو تدابیر اختیار کی جائیں ان میں یکجہتی پائی جائے اور اس کی ضرورت خصوصاً اس لئے بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جہاں انسان پر رُوحانی ترقیات کے بے انتہا دروازے کھولے ہیں وہاں اس کو شیطانی وساوس اور شیطانی رخنوں سے حفاظت نہیں دی۔ انسان کو قرآن کریم کے ذریعہ کامل ہدایت دی لیکن ساتھ ہی اس کو آزادی دی اور فرمایا

اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا

چاہو تو خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر اسلامی تعلیم پر عمل کرو اور اگر چاہو تو اپنی مرضی سے کُفرانِ نعمت کرو اور غلط راہوں پر پڑ جاؤ۔ ایک دوسری جگہ فرمایا، حق آگیا ہے

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

دوسری طرف قرآن کریم نے شیطان کے متعلق

تمثیلی زبان میں

ذکر کیا ہے۔ میں اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ شیطان کیا ہے اور وہ کس طرح انسان پر حملے کرتا ہے یہ بحث میرے مضمون سے تعلق نہیں رکھتی میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کہتا ہے شیطان کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ جتنا مرضی زور لگالے جو خدا کے بندے ہیں وہ تو خدا کے بندے ہی رہیں گے۔ اب چونکہ ساری دُنیا کو ساری نوعِ انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنانا ہے اور اُمّتِ واحدہ بنا کر خدا تعالیٰ کے قدموں میں جمع کرنا ہے اس لئے عقلاً بھی اس وقت شیطان کا حملہ اتنا زبردست ہونا چاہیئے کہ اس سے پہلے اتنا زبردست حملہ کبھی نہ ہُوا ہو چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس قانونِ قدیم کے لحاظ سے خدا نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت یہ خبر دی ہے کہ جب آدم کے وقت سے چھ ہزار برس قریب الاختتام ہو جائیں گے تو زمین پر بڑی تاریکی پھیل جائیگی اور گناہوں کا سیلاب بڑے زور سے بہنے لگے گا۔ اور خدا کی محبت دلوں میں بہت کم اور کالعدم ہو جائے گی۔ تب خدا محض آسمان سے بغیر زمینی اسباب کے آدم کی طرح اپنی طرف سے روحانی طور پر ایک شخص میں سچائی اور محبت اور معرفت کی رُوح پھونکے گا اور وہ مسیح بھی کہلائے گا کیونکہ خدا اپنے ہاتھ سے اُس کی رُوح پر عطر ملے گا اور وعدہ کا مسیح جس کو دوسرے لفظوں میں خدا کی کتابوں میں مسیح موعود بھی کہا گیا ہے شیطان کے مقابل پر کھڑا کیا جائے گا اور شیطانی لشکر اور مسیح میں یہ آخری جنگ ہوگا اور شیطان اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اور تمام ذریّت کے ساتھ اور تمام تدبیروں کے ساتھ اُس دن اس روحانی جنگ کے لئے تیار ہوکر آئے گا۔

اور دُنیا میں شر اور خیر میں کبھی ایسی لڑائی نہیں ہوئی گی جیسے کہ اُس دن ہوگی کیونکہ اُس دن شیطان کے مکائد اور شیطانی علوم انتہاء تک پہنچ جائیں گے اور جن تمام طریقوں سے شیطان گمراہ کرسکتا ہے وہ تمام طریق اُس دن مہیّا ہو جائیں گے۔ تب سخت لڑائی کے بعد جو ایک رُوحانی لڑائی ہے خدا کے مسیح کو فتح ہوگی اور شیطانی قوتیں ہلاک ہو جائیں گی اور ایک مدّت تک خدا کا جلال اور عظمت اور پاکیزگی اور توحید زمین پر پھیلتی جائے گی اور وہ مدّت ہزار برس ہے جو ساتواں دن کہلاتا ہے بعد اس کے دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو وہ مسیح میں ہوں اگر کوئی چاہے تو قبول کرے

(دیکھو لیکچر لاہور صفحہ ۳۲-۳۳ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۸، ۱۷۹)

پس چونکہ یہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے اور چونکہ یہ شر اور خیر کے درمیان

آخری معرکہ آرائی

ہے اور چونکہ شیطان کی ساری کی ساری تدبیریں اس میں استعمال کی جانے والی ہیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ دنیا میں ایسی جنگ جو دین اور لادینیت، خیر اور شر کے درمیان لڑی جانی ہے وہ آدم کی نسل میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ اور یہ وہی زمانہ ہے جس میں ہم داخل ہو چکے ہیں۔ اس جنگ میں شیطان کو مغلوب کرنے کے لئے اور اس کی تدبیروں کو ناکام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جو منصوبے تیار کئے جائیں ان کے اندر یک جہتی ہو۔ یہ نہیں کہ افریقہ میں کوئی اور منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے یورپ میں کوئی اور منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ امریکہ میں کوئی اور منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ دوسرے ممالک اور جزائر میں کوئی اور منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ لیکن یکجہتی اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ ایک وجود ہو جو منصوبہ تیار کرنیوالا ہو اور وہ وجود جو ہے وہ

جماعت احمدیہ کی خلافت

ہے۔ آپ میں سے بہت سے سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی خلافت کس چیز کا نام ہے اور بہت سے نہیں سمجھتے۔ اس خلافت کی صفت یہ ہے کہ اس خلافت کو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ میں اس خلافت کے ذریعہ اپنی قدرتوں کا زبردست ہاتھ دکھاؤں گا۔ یہ خدا تعالیٰ کی تائید یافتہ خلافت ہے اس خلافت کا ایک وجود ہے۔ خلافت تو روح ہے اور اس کا جسم بھی ہے (یعنی جماعت احمدیہ جسم ہے۔) روح اور جسم مل کر ایک وجود بنتے ہیں۔

۱۹۶۷ء میں ڈنمارک میں کوپن ہاگن کے مقام پر چند عیسائی پادری مجھ سے ملنے آئے ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ جماعت احمدیہ میں آپ کا کیا مقام ہے۔ میں نے اسے جواب دیا کہ میرے نزدیک آپ کا سوال درست نہیں ہے اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا امام اور جماعت احمدیہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یعنی خلیفہ وقت اور جماعت دونوں مل کر ایک وجود بنتے ہیں اسی لئے خلافت کا یہ کام ہے کہ وہ جماعت کے دکھوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ خلیفہ وقت آپ کے لئے دعا کرے۔ خلیفہ وقت پر کتنی دفعہ ایسے حالات بھی آتے ہیں کہ وہ ہفتوں ساری ساری رات آپ کے لئے دعائیں کر رہا ہوتا ہے جیسے ۱۹۷۴ء کے حالات میں دعائیں کرنی پڑیں۔ میرا خیال ہے کہ دو مہینے تک میں بالکل سو نہیں سکتا تھا۔ کئی مہینے دعاؤں میں گزر رہے تھے۔

پس خلیفہ وقت وہ وجود ہے جو آپ کے رنج میں شریک ہو۔ آپ کی خوشیوں میں شریک ہو۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً

کے مطابق وہ آپ کی دنیوی بھلائی کے لئے دعائیں کرنے والا ہو۔ وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کے مطابق آپ کی روحانی بھلائی کے لئے دعائیں کرنیوالا ہو۔ اور یہ دعائیں کرنے والا ہو کہ شیطان کے حملے کبھی بھی کسی احمدی کے خلاف کامیاب نہ ہوں اور ہمیشہ شیطان ناکام رہے اور خالی یہی نہیں یعنی یہ یکطرفہ چیز نہیں بلکہ خلیفہ وقت مخلصین کی جماعت کے ساتھ مل کر وہ وجود بنتے ہیں جنہوں نے شیطان کے خلاف یہ جنگ لڑنی ہے۔ میں تو ایک عاجز بندہ ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ جماعت کس طرح میرے لئے دعائیں کرتی ہے۔ وہ میرے اور اپنے مقاصد کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتی ہے۔ جماعت کی پریشانیوں میں جب خلیفہ وقت کو پریشان ہونا پڑتا ہے تو پھر جماعت ایک اور لحاظ سے پریشان ہوتی ہے کہ ان حالات میں امام وقت کو پریشانی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حالات بدلے اور یہ پریشانی دور ہو۔ جس طرح انگلی کو تکلیف پہنچے تو انسان کی روح تڑپ اٹھتی ہے اور اگر کسی کو ذہنی کوفت ہو تو سارا جسم کوفت محسوس کر رہا ہوتا ہے یہی حال خلیفہ وقت اور جماعت احمدیہ کا ہے۔ پس یہ سمجھنا غلط ہے کہ خلیفہ وقت کوئی اور چیز ہے اور جماعت احمدیہ کوئی اور چیز۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر بڑا فضل کیا ہے۔ جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ

ایک ہی چیز کے دو نام

ہیں۔ دونوں کے مجموعہ سے ایک چیز بنتی ہے جو اپنے اندر یکجہتی کی علامت ہے اور اس انقلاب عظیم کو اپنے انتہائی عروج تک پہنچانے کا جو منصوبہ ہے اس میں کامیابی کے لئے یکجہتی ضروری ہے۔ ایک تو اندرونی طور پر جماعت میں کوئی تفرقہ نہ ہو وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کا حکم ہمیشہ سامنے رہے اور ہر پہلو سے تفرقہ سے بچا جائے اور دوسرے یہ کہ جو غلبہ اسلام کے لئے کام کئے جاتے ہیں اور منصوبے بنائے جاتے ہیں ان میں یکجہتی ہو۔ چنانچہ ایک منصوبہ ہے جس پر اگلے سال جون میں کام شروع ہوگا اور جس کی رو سے عیسائیت کو اسلام کی طرف ایک خاص منصوبہ کے ماتحت دعوت دینی ہے۔ یہ منصوبہ تیار ہو گیا ہے۔ اب ساری جماعت، چونکہ ایک ہے جماعت نے مشورہ کیا۔ میں نے ان سے مشورہ کیا اور وہ منصوبہ تیار ہو گیا اس پر کام شروع ہو گیا۔ ساری دنیا کے بعض پادری اور غیر پادری جو سکالرز اور محقق ہیں ان کو اکٹھا کرنے کی سکیم ہے اور وہاں دوست یہ مقالے پڑھیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے

خدا تعالیٰ سے علم پاکر

ایک لمبا زمانہ گزرا دنیا میں یہ اعلان کیا تھا کہ یہ دعویٰ غلط ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت ہو گئے تھے اور پھر دوبارہ اٹھائے گئے اور آسمانوں پر چلے گئے تھے اور یہ کہ وہ زندہ ہیں اور واپس آئیں گے۔ یہ ساری باتیں غلط ہیں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو حضرت موسیٰؑ کی امت کے مسیح اور خدا تعالیٰ کے ایک پیارے بندے تھے وہ خدا کے ایک رسول تھے۔ وہ ایک نہایت عاجز بندے تھے اور انہوں نے اپنی زندگی میں عاجزانہ راہیں اختیار کی ہوئی تھیں۔ ان کو خدا بنا لینا یا نعوذ باللہ خدا کا بیٹا تصور کر لینا بڑا ظلم ہے انسان کا اپنے اوپر اور دوسروں پر اور خدا پر بھی۔ عیسائیوں نے بڑا شور مچایا اور بہت بڑے بڑے دعوے کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے دعوے سے معاً پہلے کے جو سو ڈیڑھ سو سال ہیں وہ عیسائی پادریوں کے سال تھے۔ اس زمانہ میں جانتے ہو انہوں نے کیا کیا دعوے کئے تھے؟ انہوں نے یہ دعوے کئے تھے کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے (نعوذ باللہ) جب خداوند یسوع مسیح کا جھنڈا مکہ اور مدینہ پر لہرائے گا اور عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب افریقہ کا برّاعظم خداوند یسوع مسیح کی جھولی میں ہو گا انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ہندوستان کے رہنے والوں میں سے (اس وقت ہندوستان کی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔) اگر کسی کے دل میں کبھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ کسی ایک مسلمان کا چہرہ دیکھ لے مرنے سے پہلے تو ایک مسلمان بھی نہیں ہوگا ہندوستان میں جس کا چہرہ دیکھ کر وہ اپنی یہ خواہش پوری کر سکے

پس اس قسم کے دعوے تھے جو عیسائی پادری کر رہے تھے تب خدا تعالیٰ نے

غلبہ اسلام کی خاطر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو کھڑا کیا اور فرمایا میں تیرے ساتھ ہوں تو اکیلا ہے تو کیا ہوا میری مدد تیرے شامل حال رہے گی۔ اٹھ اور غلبہ اسلام کے لئے کام کر۔ تب آپؑ نے وہ گوشہ تنہائی چھوڑا جس میں دنیا سے چھپ کر اپنے رب کریم کی عبادت میں آپ مشغول رہا کرتے تھے اور اسی میں خوش تھے اور وہاں سے نکلنا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن خدا نے فرمایا میں تجھے کہہ رہا ہوں اٹھ اور دین اسلام کی خدمت کر۔ چنانچہ مخالفین اسلام خواہ وہ عیسائی ہوں یا دوسرے مذاہب یا ازمز (ISMS) یا سکولز آف تھاٹ (SCHOOLS OF THOUGHT) کے ساتھ ان کا تعلق ہو ان کے مقابلہ میں خدا نے آپؑ کو ایسے دلائل سکھائے کہ آپ نے مخالفین اسلام کا منہ بند کر دیا اور اب یہ حال ہے کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر کے مقابلہ میں وہ کسی احمدی سے بات نہیں کر سکتے۔ بڑے بڑے پادریوں نے بہت سارے علاقوں میں عیسائیوں کو یہ ہدایتیں دی ہوئی ہیں کہ کسی احمدی بچے تک سے خواہ وہ ساتویں آٹھویں کا طالب علم ہی کیوں نہ ہو اس سے کبھی بحث نہ کرو اور نہ کوئی کتاب لے کر پڑھو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے۔ آپؑ نے اپنی کتاب

"مسیح ہندوستان میں"

اور اس کے علاوہ اور بھی کئی کتب میں لکھا کہ حضرت مسیحؑ افغانستان کے راستے کشمیر گئے اور وہاں وہ فوت ہوئے۔ یوز آسف۔ شہزادہ نبی نام سے وہاں وہ پکارے گئے اور وہاں وہ دفن ہیں۔ اُن کی قبر اب تک موجود ہے۔ عیسائیوں نے اس پر ہنسی اُڑائی۔ تمسخر کیا۔ وہ سمجھتے تھے ایک چھوٹے سے قصبے میں رہنے والا شخص اُن کا کیا بگاڑ لے گا مگر اس تدبیر کے پیچھے خدا تعالیٰ کی جو طاقت کام کر رہی تھی، اُن کی دُنیوی نگاہیں اس طاقت کو نہیں دیکھ رہی تھیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے الہام سے جو باتیں بتائی ہیں یہی لوگ جو ہنسی اور ٹھٹھا کر رہے ہیں اور اسلام کی دشمنی پہ کمربستہ ہیں، خود تحقیق کریں گے اور جو مَیں نے باتیں بتائی ہیں اُن کے دلائل اکٹھے کریں گے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ان لوگوں نے بیسیوں سینکڑوں دلائل اکٹھے کر دیئے اس بیان کی صداقت پر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق دیا تھا کہ وہ صلیب پر نہیں مرے۔ صلیب پر سے زندہ اُترے۔ زندہ رہے۔ بنی اسرائیل کی جو کھوئی ہوئی بھیڑیں تھیں یعنی جو مختلف قبائل اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے اُن کو اکٹھا کرنے کے لئے وہ آئے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

اب حالت یہ ہے کہ اسی مذاکرہ کے سلسلہ میں جو اگلے سال گرمیوں میں ہوگا کئی ایک عیسائی پادریوں نے تحقیق کی ہے اور کتابیں لکھی ہیں۔ ایک پادری کو لکھا کہ شامل ہو تو اُس نے کہا ہاں کوشش کروں گا کہ ضرور پہنچ جاؤں اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ جب سے مَیں نے اپنی تحقیق کی کتاب شائع کی ہے کہ واقعی حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے اور کشمیر گئے اور وہاں فوت ہوئے ہیں تو لوگوں نے مجھے احمدی کہنا شروع کر دیا ہے۔ وہ کوئی یورپین یا امریکن عیسائی ہے۔ غرض رُوحانی اور اخلاقی دُنیا میں ایک زبردست انقلاب آنا شروع ہو گیا ہے۔

مَیں بتا یہ رہا ہوں کہ غلبۂ اسلام کے لئے اور بنی نوع انسان کے دل محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنے کی خاطر جو منصوبے ہیں جب تک ان منصوبوں میں یکسانیت نہ ہو اُس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پھر تو یہ ہوگا کہ کوئی منصوبہ دائیں طرف کھینچ رہا ہوگا اور کوئی بائیں طرف کھینچ رہا ہوگا اور نوعِ انسانی کو وہ فائدہ نہیں ہوگا جو خدا تعالیٰ کی بشارتوں اور اس کے احکام کے مطابق ہمارے مدِّنظر ہے لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے شیطان خاموش تو نہیں بیٹھ سکتا وہ تو وسوسہ ڈالتا ہے۔ اس کا تو کام ہی یہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اِس کام کے لئے اسے اجازت دی ہے جس طرح اسلام کے حق میں

انقلابِ عظیم شدّت اختیار کر رہا ہے

اُسی طرح شیطان کے حملے میں ابھی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ایک شدّت پیدا ہو رہی ہے اور شیطان کے حملے بنیادی طور پر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک جماعتِ مومنین میں اندرونی طور پر تفرقہ اور بداعتقادات پیدا کرنے کی کوشش اور دوسرے مخالفینِ اسلام کو اُکسانا کہ شاباش آگے بڑھو تم ہی جیتو گے اور جب شیطان ہار جاتا ہے تو آرام سے کہہ دیتا ہے مَیں تو تم سے دھوکا کر رہا تھا۔ جھوٹے وعدے دے رہا تھا۔ ہارنے کے بعد وہ یہ زبان استعمال کرتا ہے لیکن شکست سے پہلے وہ یہ کہہ رہا ہوتا ہے شاباش تم نے ہی جیتنا ہے تیز ہو جاؤ اسلام کے مٹانے کے دن آ گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مَیں کہتا ہوں اسلام کے مٹانے کے دِن نہیں آئے۔ اسلام کے غلبہ کے دن آ گئے ہیں، انشاءاللہ۔

مَیں آپ کو شیطانی وسوسے کی ایک مثال دیتا ہوں۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ گاہے گاہے سال میں ایک آدھ بار منافقین کو جو شیطان کا آلۂ کار بن جاتے ہیں جھنجوڑتے رہنا چاہیئے تاکہ وہ اپنے مقام کو پہچانیں اور حدیث شریف میں یہ جو آیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ ہوں گے جو

تجدیدِ دین کا کام

کریں گے۔ اس کو لے کر اور باقی ہر چیز کو پس پشت ڈال کر انہوں نے بعض لوگوں کے دماغوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے وہ ہیں تو گنتی کے چند ہی مگر اس وقت زیادہ تر کراچی کی جماعت میں تیزی دکھا رہے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ مَیں ایسے لوگوں سے جو وسوسہ ڈالتے اور جماعت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں، وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تم بھُول میں ہو۔ خدا تعالیٰ کی یہ پیاری جماعت اور اس کے یہ پیارے نوجوان اور میرے پیارے بچے تمہاری دھوکا دہی میں کبھی نہیں آئیں گے انشاءاللہ۔

اب مَیں مختصراً کچھ اس حدیث کے متعلق کہنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ اس حدیث کے بارہ میں پہلوں نے کیا کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا اور اس حدیث کا مقام کیا ہے۔ یہ حدیث جو صحاح ستہ میں سے صرف ایک کتاب میں صرف ایک بار بیان ہوئی ہے، یہ ہے:-

"اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔"

کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس اُمّت کے لئے "مَنْ" کھڑے گا (مَنْ پر مَیں خاص زور دے رہا ہوں) یعنی اللہ تعالیٰ کئی لوگ ایسے پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کریں گے اور اس کی رونق کو بڑھانے والے ہوں گے اور اگر بدعتیں بیچ میں داخل ہو گئی ہوں تو وہ اُن کو نکالیں گے اور اسلام کا نہایت صاف اور خوبصورت چہرہ ایک بار پھر دُنیا کے سامنے پیش کریں گے۔

یہ حدیث ابوداؤد میں ہے۔ مستدرک میں ہے اور شاید ایک اور کتاب میں بھی ہے۔ صرف تین کتابوں میں ہمیں یہ حدیث ڈھونڈنے سے ملی ہے۔ اس کے مقابلے میں ہمیں بتا دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

مَیں مہدی اور مسیح ہوں

مسیح کے متعلق مَیں نے جو حوالہ پڑھ کر سُنایا ہے اس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ جس مسیح کے متعلق یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ لڑے گا وہ مَیں ہی ہوں۔ مَیں ہی مسیح موعود ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ مسیح کے متعلق بشارتیں دی گئی ہیں جو کئی ہزار کتب میں پائی جاتی ہیں۔ کئی ہزار کتابوں میں یہ بشارت ہے کہ مسیح آئیں گے اور میرے خیال میں اسی طرح ہزاروں کتابوں میں ہے کہ مہدی آئیں گے۔ ان کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح کی یہ علامتیں ہوں گی۔ مہدی کی یہ علامتیں ہوں گی۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار سے فرمایا ہے کہ

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا

ہمارے مہدی کے لئے خدا تعالیٰ نے اس کی صداقت کے دو نشان ایسے مقرر کئے ہیں جو ابتدائے دُنیا سے آج تک کسی کی صداقت کے لئے مقرر نہیں کئے۔ اس فقرے میں بڑا پیار ہے اور اس میں مہدی کی نمایاں اور ارفع حیثیت بتائی گئی ہے غرض حدیث کی رُو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "مہدی مسیح" سے جو پیار ہے اسے دیکھ کر آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کا یہ کام ہو گا کہ اسلام کو تمام بدعات سے پاک کر کے اس کا جو چمکدار چہرہ ہے اور رُوحانی حُسن سے بھری ہوئی جو اصلی شکل ہے اسے دنیا کے سامنے پیش کرے گا لیکن دُنیا کو اسلام کا غبار آلود چہرہ کو دیکھنے کی اتنی عادت پڑ چکی ہوگی کہ وہ کہیں گے کہ تم کوئی نیا دین لے آئے ہو۔ ہم تو اسے اسلام نہیں سمجھتے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی دینِ اسلام کو بدعات سے پاک کر کے پیش کرے گا اور لوگ یہ کہیں گے کہ تم نے اپنا نیا دین بنا لیا ہے۔ مہدی اور مسیح کے متعلق سینکڑوں ایسی احادیث ہیں جو پچھلے دو چار سال میں ہمارے سامنے آئی ہیں جب نئی کتابیں چھپ کر ہمارے سامنے آئیں تو وہ احادیث بھی سامنے آ گئیں خصوصاً وہ کتابیں جو ایران سے بڑی خوبصورت چھپی ہوئی آئی ہیں۔ انہوں نے بڑی محنت سے ان روایات کو اکٹھا کیا ہے اور سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔

جیسا کہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں ہر صدی پر مجدد آنے کی جو حدیث ہے وہ حدیث کی صرف دو تین کتابوں میں ہے مگر کسی حدیث کی کتاب میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ مجدد کی علامت یہ ہے یا اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔ کسی ایک جگہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر آیا ہے۔ مَیں نے جب اس حدیث پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں یہ ہے ہی نہیں کہ

ہر صدی کے سر پر مجدد

آئے گا۔ اس حدیث میں تو یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر "مَنْ" آئے گا یعنی ایسے نائب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آئیں گے جو تجدید دین کا کام کریں گے۔ مَنْ کے معنے عربی لغت کے لحاظ سے ایک کے بھی ہیں دو کے بھی ہیں اور کثرت کے بھی ہیں پس اگر کثرت کے معنے لئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ ہر صدی کے سر پر کثرت سے ایسے لوگ موجود ہوں گے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء واخیار وابرار) جو دین اسلام کی خدمت میں لگے ہوں گے۔ ان میں کسی ایک شخص واحد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

لسان العرب عربی لغت کی ایک مشہور کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ مَنْ کا لفظ

تَكُوْنُ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمْعِ

کہ یہ لفظ واحد کے لئے بھی دو کے لئے بھی اور جمع کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم کی لغت "مفردات امام راغبؒ" میں ہے کہ

يعبّر به من الواحد والجمع والمذكر والمؤنث

کہ اس سے واحد بھی مراد لی جاتی ہے اور جمع بھی مراد لی جاتی ہے۔ مذکر بھی مراد لیا جاتا ہے اور مؤنث بھی مراد لی جاتی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر صدی کے سر پر ایسے مرد بھی ہوں گے۔ نیز خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچی ہوئی ایسی مستورات بھی ہوں گی۔ یعنی مرد بھی

خدمتِ دین میں لگے ہوئے

ہوں گے اور مستورات بھی۔

جب ہم قرآن عظیم کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ "مَنْ" کا لفظ واحد بھی استعمال ہوا ہے اور جمع میں بھی استعمال ہوا ہے سورہ بقرہ میں

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔

کہ جو شخص بھی اپنی توجہ اور اپنے سارے وجود کو خدا تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور جو شرائط عبادات ہیں ان کو پوری طرح بجا لائے تو فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ تو ایسے ہر شخص کے لئے خدا کے نزدیک اجر ہے اور پھر فرمایا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور یہاں مَنْ کے متعلق جمع کا صیغہ آگیا کہ یہ لوگ نہ خوفزدہ ہوتے ہیں کسی چیز سے اور نہ حزن کرتے ہیں۔ سورہ یونس میں فرمایا

وَمِنْهُمْ مَنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ

يَسْتَمِعُوْنَ عربی زبان میں جمع کا صیغہ ہے۔ اس جگہ مَن کے معنے بہت سے ایسے لوگوں کے ہیں جو بظاہر تیری طرف کان لگاتے ہیں اور سنتے ہیں۔ لیکن وہ سن نہیں رہے ہوتے اور پھر سورۂ تغابن میں ہے

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ

کہ جو کوئی بھی اللہ پر ایمان لائے گا عمل صالح کرے گا اللہ تعالیٰ کے فضل اس پر نازل ہوں گے اور جنات میں ان کو داخل کیا جائے گا

خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ط

اور وہ سارے کے سارے ان جنتوں میں رہنے والے ہوں گے مَنْ کا مفہوم خٰلِدِيْنَ میں بیان کر دیا۔

جب ہم پہلے بزرگ محققین اور اولیاء اللہ کے اقوال کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ انہوں نے بھی مَنْ کے وہی معنی کئے ہیں جو میں اوپر بتا چکا ہوں مَنْ يُّجَدِّدُ کے متعلق امام المناوی فرماتے ہیں کہ اس میں مَن سے مراد ایک یا ایک سے زیادہ آدمی ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ اس حدیث سے اس کا امام ہی مراد ہے لیکن ظاہر بات یہی ہے کہ اس کو ہر ایک گروہ کے علماء پر چسپاں کیا جانا چاہیئے۔ اور علقمی کہتے ہیں کہ تجدید سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی جن باتوں پر عمل مٹ گیا ہے ان کو وہ از سر نو زندہ کرے اور وہ کہتے ہیں کہ خوب یاد رکھو مجدد دعویٰ کوئی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا علم لوگوں کو بعض قرائن اور حالات اور ان خدمات سے ہوتا ہے جو وہ اسلام کی کرتا ہے۔ شیخ محمد طاہر گجراتی (۱۵۰۹-۱۵۷۸ء) جو سولہویں صدی میں ایک بہت بڑے عالم گذرے ہیں انہوں نے اس حدیث پر یہ نوٹ دیا ہے کہ اس کے مفہوم کے متعلق اتفاق ہی نہیں علماء نے اختلاف کیا ہے یعنی اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ کون مجدد تھا کس صدی کا اور کون نہیں تھا اور ان میں سے ہر ایک فرقہ نے اسے اپنے امام پر چسپاں کیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسے

تمام مفہوم پر محمول کیا جائے

اور فقہاء سے مخصوص نہ کیا جائے کیونکہ یقیناً مسلمانوں کو اولو الامر یعنی جو بادشاہ ہیں اور جو محدث ہیں اور جو قراء ہیں اور جو واعظ ہیں اور جو زاہد ہیں ان سب سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ سارے مجدد ہیں اور حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر صدی جب گذرے گی تو یہ لوگ زندہ ہوں گے یہ نہیں کہ کوئی صدی ان کا نام ونشان مٹا ڈالے اور حدیث میں اس کے متعلق اشارہ ہے وہ لکھتے ہیں کہ حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جو لوگ ہر صدی کے سر پر تجدید کا کام کریں گے وہ بڑے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت ہوگی چنانچہ پہلی صدی میں حضرت عمرؓ بن عبد العزیز اور فقہاء اور محدثین اور ان کے علاوہ دوسرے طبقات میں سے بھی بے شمار بزرگ تجدید دین کرنے والے ہیں وغیرہم مَا لَا يُحْصٰى یعنی جن کو گنا نہیں جا سکتا اتنے مجدد صدی کے سر پر عمر بن عبد العزیز کے ساتھ انہوں نے جمع کر دئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے جتنے ان کو یاد تھے ہر صدی کے سر پر ایک سے زیادہ علماء ان کا ذکر کر دیا ہے ایک اور کتاب ہے "درجات مرقاة الصعود الٰى سُنن ابی داؤد۔ اس میں ابوداؤد کی مذکورہ حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ انسب یہ ہے کہ حدیث کو تمام مفہوم پر چسپاں کیا جائے۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ جو صدی کے سر پر مبعوث ہو وہ ایک فرد نہ ہو بلکہ ہو سکتا ہے ایک یا ایک سے زائد ہوں کیونکہ گو امت اسلام کو فقہاء سے جو فائدہ پہنچتا ہے وہ بھی عام ہے لیکن اسے جو فائدہ ان کے علاوہ اولی الامر اور محدثین اور قراء اور محدثین اور قراء اور واعظوں اور زہاد کے مختلف درجات سے پہنچتا ہے وہ بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ ہر فن اور علم کا ایک فائدہ ہے جو دوسرے سے حاصل نہیں ہوتا۔ دراصل حفاظتِ دین میں

قانون سیاست کی حفاظت اور ادب

کا پھیلانا بہت اہم ہے کیونکہ اسی سے انسان کے خون کی حفاظت ہوتی ہے اور قانون شرعی قائم ہوتا ہے اور یہ کام حکام کا ہے پس جو قانون شریعت نافذ کرنے والے حکام ہیں شیخ محمد طاہر گجراتی کے نزدیک وہ اسی طرح مجدد ہیں جیسے ایک فقیہہ مجدد ہوتا ہے یا جیسے صوفی بزرگ اور دعا گو لوگ مجدد ہیں۔

پس زیادہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مانا جائے کہ اس حدیث میں ہر صدی کے سر پر ایسے بڑے بزرگوں کی جماعت موجود ہونے کی طرف اشارہ ہے جو لوگوں کے لئے دین کو تازہ کرے گی اور تمام دنیا میں اس کی حفاظت کریں گے علماء کے ایک گروہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ ذمہ داری تو ساری اُمت کی تھی یعنی اُمت مسلمہ کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دین اسلام کی تجدید کرے جس طرح ہم کہتے ہیں کہ آپ دین سیکھیں اور اس کو ساری دنیا میں پھیلائیں لیکن چونکہ نہیں کرتے اس لئے ہر صدی میں ایک جماعت پیدا ہو جاتی ہے جو

فرض کفایہ کے طور پر

یہ کام کرتی ہے کیونکہ وہ جماعت کام کرتی ہے اس لئے کہ جو نہیں کام کرتا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اگر یہ بھی کام نہ کریں تو ان کے گناہ بھی معاف نہیں ہوں گے۔

پس حدیث شریف میں کسی ایک کے آنے کا ذکر نہیں نہ لغوی معنوں کے لحاظ سے اور نہ جو پہلے علماء تھے جن کے چند حوالے میں نے پڑھے ہیں ان کے اقوال کے مطابق اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس کی تفسیر کی ہے اس کے مطابق میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نے فرمایا ہے کہ میرے مسیح موعود ہونے کے متعلق اتنی کثرت سے احادیث پائی جاتی ہیں کہ ان کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچتی ہے پھر میں نے یہ بھی

بتایا ہے کہ حضرت مسیح اور مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نشانات بتائے گئے ہیں مثلاً قرآن کریم میں ہے کہ مسیح کے زمانہ میں کتابیں شائع کرنے کے لیے پریس نکلیں گے۔ کتابوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ جماعت احمدیہ کے کسی مبلغ کو افریقہ بھجوانا ممکنات میں سے نہیں ہوگا بلکہ ذرائع آمد و رفت اتنے ترقی کر چکے ہونگے کہ جہاں انسان سالوں میں نہیں پہنچ سکتا تھا وہاں گھنٹوں میں پہنچ جائے گا یہاں سے انگلستان کی ساری اڑان بمشکل نو دس گھنٹے کی ہے اسی طرح ہمارے مبلغ جو افریقہ جاتے ہیں ہوائی جہازوں کے ذریعہ ان کے اصل اڑنے کا وقت ۱۰-۱۱ گھنٹے ہے۔ بیچ میں ہوائی جہاز ٹھہر جاتا ہے اور کچھ زیادہ وقت لے لیتا ہے۔ اب ایک ہفتہ میں لوگ قریباً ساری دنیا کا چکر لگا لیتے ہیں ہمارے مسلمان سیاح کو علم کے حصول کے لئے اگر کبھی دنیا میں جانا ہوتا تھا تو وہ ساری عمر کیلئے گھر والوں کو الوداع کہہ کر نکلتا تھا۔ لیکن اب ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کے لئے ہوائی جہازوں کی سہولتیں میسر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں

ایک بنیادی اصول

بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث یعنی وہ ارشاد جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا اور پھر سے روایتاً محفوظ کیا گیا وہ ذریعہ یقینی نہ قرآن ... ہے اور حکم کرتا ہے جس اصول کو تم اچھی طرح سے سمجھ لو اور ذہن میں رکھو اب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو ہمیں کہیں تو صریح سے اشارۃً گویا سارے قرآن میں مجدد دین یا مجدد کا کوئی لفظ نہیں ملتا تب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دوسری بات بتائی ہے اس کے مطابق غور کرنا پڑے گا آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہے پھر آپ نے یہ فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

بڑا ارفع اور بلند مقام

تھا خدا تعالیٰ سے آپ علم سیکھتے تھے یہ تو ہم مانتے ہیں کہ آپ قرآن کریم کی کسی آیت کی اتنی دقیق تفسیر کر جائیں کہ عام آدمی پیچھے رہ جائے کہ اس کے ماخذ کا پتہ نہ لگے اور سمجھ میں نہ آسکے کہ یہ کس آیت کی تفسیر ہے آپ نے فرمائی ہے یہ آیت یا وہ آیت مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر نہ ہو اگر تجدید دین والی یہ حدیث درست ہے (اور یہ ہے درست) تو یہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہونی چاہیئے اور اگر یہ قرآن کریم کی کسی آیت کی بھی تفسیر نہیں (میں سمجھتا ہوں یہ کہنا غلط ہوگا یہ ضرور کسی آیت کی تفسیر ہے) تو پھر اس کو ہم یہ کہیں گے کہ یہ حدیث صحیح نہیں کسی راوی نے کہیں سے غلط بات اٹھائی اور آگے بیان کر دی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ جس آیت کی تفسیر ہے وہ آیت استخلاف ہے جس کی ابھی قاری صاحب نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (النور آیت ۵۶)

اس آیہ کریمہ کو آیت استخلاف کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے خلیفہ اور مجدد کا لفظ اکٹھا استعمال کیا ہے ہمیں یہ بتانے کے لئے کہ جہاں ہم مجدد بولتے ہیں وہاں اس سے مراد خلیفہ ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ حدیث قرآن کریم کے مفہوم سے مطابقت نہیں رکھتی تو ہمیں یہ حدیث چھوڑنی پڑے گی۔

اب میں آیت استخلاف کو لیتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت استخلاف کے جو معنے کئے ہیں اس سے پہلے جو بات میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد

اب ہر خیر کے آزادانہ حصول کیلئے ذرائع بند ہو گئے ہیں یعنی کوئی شخص بھی اپنے طور پر آزادانہ خدا تعالیٰ سے کوئی خیر حاصل نہیں کر سکتا یعنی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ ہو اور اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بشارت مل جائے کوئی روحانی مقام مل جائے یا کوئی رتبہ مل جائے آپ نے فرمایا جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانی کی ضرورت نہیں اور وہ آپ کے روحانی افاضہ کے بغیر کوئی مقام حاصل کر سکتا ہے خواہ وہ کتنا چھوٹا مقام کیوں نہ ہو تو وہ ذریت شیطان سے ہیں جب یہ حقیقت ہمارے سامنے آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد (اصل میں تو پہلے بھی یہی تھا لیکن وہ ذرا دقیق مسئلہ ہے اور ہمیں اس کے بیان کرنے کی اس وقت ضرورت نہیں بہر حال) اگر ہمیں ہر خیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

افاضہ روحانیہ کے نتیجہ میں

ملتی ہے تو جس حد تک ہمیں یہ خیر ملے اور اس سے ہم دوسروں کو فائدہ پہنچائیں تو یہ گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں یہ فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ یعنی جب دوسرے کو ہم سے فائدہ پہنچ رہا ہے یا ہم اسے جو فائدہ پہنچا رہے ہیں وہ دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں پہنچا رہے ہیں اور اسی نائب کو خلیفہ کہتے ہیں یہ عام معنے ہیں اور ان معنے میں امت محمدیہ میں ہر وہ شخص جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کے ذریعہ کوئی خیر حاصل کی یا کوئی فائدہ حاصل کیا اور اسے لوگوں تک پہنچایا اور اپنے محدود دائرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور نائب ہے اور ہماری امت تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی فیض حاصل کر رہی ہے سوائے منافقوں کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے چلے آ رہے ہیں یا ان لوگوں کے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

کہ ان کے دل بیمار ہیں یا ان لوگوں کے جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم تو ان کو بلندیوں کی طرف لے جانا چاہتے تھے لیکن اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وہ زمین کی طرف جھک گئے۔

اس حقیقت کی

دو حد بندیاں

ہیں۔ ایک تو انسان کی اپنی استعداد ہے یعنی خدا تعالیٰ نے کسی کو جتنی طاقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیوض حاصل کرنے کی دی ہے اس استعداد کے مطابق ہی وہ فیوض حاصل کر سکتا ہے مثلاً کسی کو صدیق بننے کی طاقت دی ہے تو وہ صدیق بن سکتا ہے کسی کو شہید بننے کی طاقت دی ہے تو وہ شہید بن سکتا ہے کسی کو صالح بننے کی طاقت دی ہے وہ صالح بن سکتا ہے جس آدمی کو صرف صالح بننے کی طاقت دی گئی ہے وہ صالح کی بجائے شہید نہیں بن سکتا جس کو صرف شہید بننے کی طاقت دی گئی ہے وہ صدیق نہیں بن سکتا ہر شخص اپنی خدا داد استعداد اور صلاحیت کے مطابق دنیا میں بھی ترقی کرتا ہے اور روحانیت میں بھی ترقی کرتا ہے یہ ایک واضح مسئلہ ہے تاہم جو صلاحیتیں اور قوتیں ہیں ان میں بڑا فرق ہے اور یہ فرق کیوں ہے؟ یہ ایک علیحدہ سوال ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر بھی بڑی سیر حاصل بحث کی ہے لیکن اس مضمون سے میری تقریر کا تعلق نہیں پس ایک یہ حد بندی ہے کہ ہر شخص کا جو دائرہ استعداد ہے اس دائرہ سے وہ باہر قدم نہیں رکھ سکتا یہ تو تقاضا میں سے ہے دوسرے یہ کہ

انسانی ترقیات کے لئے

جو دائرہ استعداد ہے اس کے اندر اس کو مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اگر ایک شخص کو صدیق بننے کی طاقتیں خدا نے دی تھیں اپنے فضل اور رحم کے ساتھ لیکن اس نے دین کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور بجائے صدیق بننے کے وہ چور بن گیا تو اس نے تو کچھ بھی نہ حاصل کیا لیکن اگر وہ صدیق نہیں بنا شہید بھی نہیں بنا صالح بن گیا تو دائرہ استعداد اس کا ایسا تھا کہ وہ صدیق بن سکتا تھا لیکن اس کی اپنی تدبیر اور مجاہدہ اس کے مطابق نہیں تھا اس کی اپنی کوشش اسکی اپنی لگن اس کے دل میں یہ جلن کہ اے خدا جتنا میری جھولی میں آسکتا ہے وہ مجھے دے دے رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ــــ ہر خیر جو تو مجھے دے سکتا ہے دے دے خدا تعالیٰ کو تو پتہ ہے کہ کس قسم کی استعداد میں نے دی ہے

پس یہ دو حدود ہیں جن کے اندر رہتے ہوئے انسان ترقی کر سکتا ہے۔ وہ اپنے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ دائرہ استعداد کے اندر اپنے ایثار، اپنے اخلاص، خدا تعالیٰ سے اپنی محبت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق کے مطابق اس کی صلاحیت اور قوت کا جو دائرہ ہے وہ اس کی انتہاء کو پہنچ سکتا ہے اور جو شخص بھی اس کوشش اور مجاہدہ میں دعاؤں کے ذریعہ سے اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر اور

عاجزانہ اور متضرعانہ دعائیں

کر کے خدا تعالیٰ سے خیر مانگتا ہے اور پھر اس کو کچھ ملتا ہے تو یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کے طفیل ملتا ہے اور اس حد تک وہ آپؐ کا خلیفہ اور نائب ہے کیونکہ آگے پھر اس سے لوگوں کو فیض ملتا ہے۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو وہ عظیم ہستی ہیں جن کے متعلق یہ کہا گیا ہے

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

کہ تیرا کوئی دشمن ہی نہیں۔ جو لوگ تیرے بدترین دشمن ہیں اُن کے لئے بھی تیری یہ حالت ہے کہ تو اپنی جان دینے کے لئے تیار ہے کہ کسی طرح وہ ایمان لے آئیں اور خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کے غضب سے محفوظ ہو جائیں۔ اس لئے جو شخص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ سے کچھ حاصل کرتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ صرف اپنی جگہ کھڑا رہے اور اس خیر کو جو اسے حاصل ہوئی ہے اپنے تک محدود رکھے بلکہ وہ اسے آگے پہنچاتا ہے۔ اور اس میں دوسروں کو بھی اپنے ساتھ حصہ دار بناتا ہے۔ اور افاضۂ خیر اس لئے ہوا کہ اس نے ایک حد تک ایک دائرہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسوۂ حسنہ بنایا۔ وہ اسے اپنے پاس کیسے رکھ سکتا ہے۔

جنگِ خندق کے موقع پر کھانے کی بڑی کمی ہو گئی تھی اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ بھوک سے بے حال ہو گئے تھے۔ بزرگوں کا یہ تجربہ ہے کہ اگر بھوک کی تکلیف ہو یعنی پیٹ میں کچھ نہ ہو پیٹ خالی ہو تو اس سے جو پیٹ کو تکلیف ہوتی ہے اُس کو دُور کرنے کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ پیٹ پر پتھر رکھ کر اس کو کسی کپڑے سے باندھ لیں۔ کپڑے سے بندھا ہوا وہ پتھر معدے کو دبا دے گا تو

بھوک کا احساس

زیادہ شدت سے نہیں رہے گا۔ غرض بھوک کی جب یہ حالت تھی تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ اب تو حد ہو گئی۔ ہماری تکلیف انتہاء کو پہنچ گئی۔ کھانا ملتا نہیں۔ کفار کی فوج نے ہمارا گھیراؤ کیا ہوا ہے۔ ہمارے کھانے پینے کی چیزیں باہر سے آتی تھیں اُن کے رستے بند ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ سے کپڑا اُٹھا کر کہنے لگا یہ دیکھیں! یہ حال ہو گیا ہے!! اب ہمیں پتھر باندھنے پڑ گئے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر یہ بھی دیکھو۔ آپؐ نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اُٹھایا تو اُس کے ایک پتھر کے مقابلہ میں آپؐ نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ اس حالت میں ایک صحابیؓ جن کے پاس گھر میں تھوڑا سا آٹا تھا اور ایک بکروٹا تھا انہوں نے بکروٹا ذبح کیا اور صاف کرنے کے بعد بیوی سے کہا تم

کھانا تیار کرو

میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کان میں جا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپؐ کی دعوت کی ہے کھانا تیار ہے آ کر کھا لیں۔ وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کو یہ پتہ تھا کہ دس بارہ آدمیوں سے زیادہ یہ کھانا پورا نہیں ہو سکتا۔ وہ آہستہ سے کہنے لگا یا رسول اللہ ہمارے گھر میں کچھ کھانا تیار ہے حضور آ کر کھانا کھا لیں۔ اُسے پتہ تھا کہ کئی دنوں کے فاقے ہیں۔ جب آپؐ نے یہ سُنا تو آپؐ کا اُسوۂ حسنہ دیکھیں کہ آپؐ نے یہ اعلان کر دیا کہ اے لوگو! فلاں شخص نے ہماری دعوت کی ہے چلو چل کر کھانا کھا لیں۔ اس حالت میں جب پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے ہیں آپؐ اکیلے نہیں جاتے بلکہ باقی لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے کچھ حاصل کیا ہے اس کے متعلق یہ سمجھ لیں کہ وہ اپنے تک اسے محدود نہیں رکھ سکتا۔ اس نے بہر حال اپنے ساتھ اَوروں کو بھی

حصہ دار بنایا ہے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تو بہت سارے لوگ جو جا سکتے تھے وہ تیار ہو گئے۔ آپؐ نے اس صحابیؓ سے کہا واپس اپنے گھر جاؤ اور بیوی سے کہو جب تک میں نہ آؤں اس وقت تک سالن برتنوں میں ڈالے بس پتیلے کے اندر رہے اور روٹیاں پکانا بھی شروع نہ کرے۔ وہ دوڑا دوڑا گھر گیا اور بیوی سے کہا۔ دیکھنا سالن کو ہاتھ نہ لگانا اور آٹا بھی اسی طرح رہنے دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا پتہ نہیں کیا حال ہو گا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب میں اعلان کر دیا کہ آ جاؤ کھانا کھا لو۔ خیر آپؐ تشریف لائے اور آپؐ نے سالن پر بھی اور آٹے پر بھی دعا کی اور پھر اپنے ہاتھ سے تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ سالن بھی کافی ہو گیا اور روٹیاں بھی کافی ہو گئیں۔ ویسے یہ کھانا کافی نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے اور خدا تعالیٰ نے ایک نشان دکھایا

پس میں بتا یہ رہا ہوں کہ جس شخص نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا وہ اس کو ایک کنجوس آدمی کی طرح اپنے تک محدود کیسے رکھ سکتا ہے۔ جو آدمی اس عظیم سخی کی سخاوت سے سیراب ہوا ہو جس کی سخاوت کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا (صلے اللہ علیہ وسلم) اور اسی کے اُسوۂ حسنہ پر چل کر اُس نے کچھ حاصل کیا ہو۔ وہ تو اس فیض کو آگے بانٹے گا۔ جب وہ بانٹے گا تو نائب کے طور پر بانٹے گا وہ اپنی طرف سے تو نہیں بانٹے گا اور اس حد تک وہ خلیفہ بن گیا تو گویا

خلفاء کی لاکھوں کی فوج

ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کر کے آگے پہنچاتے ہیں۔

آیت استخلاف میں دوسرا وعدہ یہ ہے کہ جو بزرگ ہیں وہ بھی جیسا کہ میں نے بتایا ہے گنتی کے تو نہیں۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے ساتھ لاتعداد بزرگ اولیاء اللہ تھے کہ جن کا کوئی شمار نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت میں اُن کے دین کی تجدید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی ہوتے تھے۔ اُمّتِ محمدیہ تو بڑی وسعتوں والی اُمّت ہے اور یہ تو ساری دُنیا میں پھیلنے والی ہے اس میں تو سینکڑوں کے مقابلے میں ہزاروں ہوں گے مگر یہ خلفاء ہیں۔ "خلفاء کے سلسلہ" میں آپ نے فرمایا کہ جس طرح

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

میں "کَمَا" مشابہت کے لئے آیا ہے یعنی جس طرح اُمّتِ موسویہ میں ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی ہوتے تھے اسی طرح اُمّتِ محمدیہ میں چار چار سو سے کہیں زیادہ خلفائے محمد ہوں گے جو دین کی خدمت کرنے والے ہوں گے اور چونکہ انہوں نے تجدید کرنی ہے اس لئے وہ مجدد بھی ہیں اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ ہر نبی مجدد ہے لیکن ہر مجدد نبی نہیں۔ تھوڑی سی تجدید دین کرنے کے لحاظ سے اُمّت کی اکثریت بطور خلیفۂ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مجدد بھی ہے وہ تجدید دین کرتے ہیں لیکن نبی تو نہیں بن گئے۔

اس وقت تک جماعتِ احمدیہ میں

تیسرے خلیفہ کا زمانہ

گزر رہا ہے۔ چنانچہ مجھ سے پہلے ہر دو خلفاء کا اور میرا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر خلیفہ مجدد بھی ہوتا ہے لیکن ہر مجدد خلیفہ نہیں ہوتا کیونکہ خلافت ایک بہت اونچا مقام ہے ایسے مجدد سے جو خلیفہ نہیں یعنی اس معنیٰ میں جس کو ہم خلافتِ راشدہ کہتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے خلفاء ہوں گے پھر بادشاہت شروع ہو جائے گی اور پھر آخری زمانہ میں منہاجِ نبوت پر خلفاء کا زمانہ آ جائے گا اور یہ کہہ کر آپؐ خاموش ہو گئے[1] جس کا مطلب یہ ہے کہ پھر اس کا سلسلہ قیامت تک چلے گا۔ یہی مطلب ہم لیتے ہیں کیونکہ یہی مطلب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیا ہے۔ ایک لحاظ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرنے والا ہر شخص آیتِ استخلاف کے ماتحت آپؐ کا نائب ہے اور اسی کو ہم خلیفہ کہتے ہیں اور ایک دوسرے لحاظ سے

انبیائے بنی اسرائیل کے مقابلے میں

[1] مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار و التحذیر ص ۴۶۱

انعاماتِ نبوّت حاصل کرنے والے اس سے زیادہ تعداد میں جتنے اُمّتِ موسویہ میں تھے اُمّتِ محمدیہ میں وہ خلفاء ہیں۔ یہ ایک دوسرا سلسلہ خلافت کا ہے اور ایک تیسرا سلسلہ خلافت کا ہے اور یہ تیسرا سلسلہ خلافت کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِس سلسلۂ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں گِن کر اور شمار کر کے ہمیں بتایا ہے کہ وہ تیرہ خلیفے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تیرہ اُمّتِ موسویہ یعنی بنی اسرائیل میں اور تیرہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمّتِ محمدیہ میں ہوئے اور ان تیرہ میں سے تیرھواں اور آخری مَیں ہوں۔ اور یہ خلافت کا ایک علیحدہ سلسلہ ہے۔ آپ نے فرمایا مَیں مجدّد الف آخر ہوں۔ مَیں امام آخرالزمان ہوں۔ مَیں آخری ہزار سال کا آدم ہوں مختلف الفاظ استعمال کر کے آپ نے اپنے مقام کو ظاہر کیا۔

پس یہ جو سلسلۂ خلافت ہے اِس میں تیرہ خلیفے ہیں چودھواں کوئی نہیں۔ اس کی گنجائش ہی کوئی نہیں۔ ہاں بنی اسرائیل کے انبیاء کے مقابلے میں ہزاروں کی تعداد میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء آتے رہیں گے۔ ان کو انعاماتِ نبوّت ملیں گے مقامِ نبوّت ان کو نہیں ملے گا۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے آج اسلام کی جو جنگ لڑی جا رہی ہے اس میں

اِتّحاد اور یک جہتی کی ضرورت

ہے اِس لئے جماعت کے اندر ایک ایسا اِتّحاد ہونا چاہیئے جس میں انتشار کا شائبہ تک نہ ہو اور جو شیطانی تدبیریں اور منصوبے ہیں ان کے خلاف ایسا منصوبہ اور تدبیر کی جائے جس میں پوری یک جہتی ہو۔ یہ نہ ہو کہ کچھ اِدھر سے دباؤ پڑ رہا ہو اور کچھ اُدھر سے دباؤ پڑ رہا ہو۔ اس یک جہتی اور اِس اتحاد کو قائم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے فرمایا کہ تیرے بعد مَیں ایک ایسا سلسلۂ خلافت قائم کر رہا ہوں جو قیامت تک قائم رہے گا (مَیں آپکا کوئی اقتباس نہیں پڑھ رہا۔ کم و بیش اپنے الفاظ میں بتا رہا ہوں اِس لئے ہوسکتا ہے کہ الفاظ میں کچھ فرق پڑ جائے) آپؑ نے فرمایا مَیں خدا تعالیٰ کی مجسم قدرت ہوں۔ خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اپنی زبردست قدرت کا مظاہرہ کیا ہے اور یہ کہ میرے بعد خدا تعالیٰ بعض اور وجودوں کے ہاتھ پر اپنی زبردست قدرت ظاہر کریگا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ اسلام کو غالب کرنے کے لئے اس نے ایک نظام قائم کر دیا ہے۔ فرمایا

ایک زبردست قدرت

جو میرے بعد تمہیں ملنے والی ہے یہ بالاتصال یعنی کسی وقفے کے بغیر قیامت تک تمہارے ساتھ رہے گی۔ پھر آپ نے ایک دوسری جگہ فرمایا جب قیامت کا زمانہ آئے گا تو وہ نسلِ آدم پر قیامت ہے۔ ہمارے آدم کی نسل تباہ ہو جائے گی۔

مَیں مختصراً بتا دیتا ہوں آپ سُن لیں اور یاد رکھیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اِس معمورہ دُنیا میں یعنی یہ جو ہماری زمین ہے اِس میں ایک آدم پیدا نہیں ہوا بلکہ بیسیوں سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدم ہمارے آدم سے پہلے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ قانون نافذ ہے کہ ہر آدم کا دَور سات ہزار برس کا ہوتا ہے یعنی ہر آدم کے آنے کے سات ہزار سال بعد اس کی نسل پر قیامت آجاتی ہے اور اگر خدا چاہے تو ایک اور آدم پیدا کر دیتا ہے۔ اب ہمارے اِس آدم کی نسل کی جو عمر ہے اس کے ساتویں ہزار میں داخل ہو گئے ہیں اور یہ آخری ہزار سال ہمارا اور اس کے مسیح کا ہے۔ اور یہ ہزار سال صلاحیت کا اور نیکی کا اور تقویٰ کا ہے یعنی اسلام سب ادیان پر غالب آجائے گا۔ پھر اسلام کا دَور شروع ہو جائے گا۔ اس کے بعد کسی مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پھر نبی پیدا کرنے کی خدا تعالےٰ کی جو طاقت ہے کیا وہ ختم ہو جائے گی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ کہتے ہیں ہمارے آدم کی نسل میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا بعض کہتے ہیں

ایک لاکھ بیس ہزار نبی

پیدا ہوئے۔ اگر اس آدم کی نسل پر قیامت بپا ہوئی اور ایک اور آدم پیدا ہو گیا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار اور نبی پیدا ہو جائے گا۔ پس خدا تعالےٰ کی یہ طاقت ہے کہ وہ نبی پیدا کرتا ہے۔ اس کی یہ طاقت بند تو نہیں ہوئی۔ صرف اس نبوت کے مخاطب ابنائے آدم جو ہمارا آدم ہے، وہ نہیں ہوں گے بلکہ ابنائے آدم آخر جو بعد میں آنے والا آدم ہے اس کے ہوں گے۔ ہمیں نہیں پتہ نہ ہمیں اس میں کوئی دلچسپی ہے، اپنی خیر منانی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول نہ لیں۔ اس کے بعد ہمیں پتہ نہیں اِس دنیا میں سَو آدم آتا ہے یا ہزار آدم آتا ہے یا ایک لاکھ آدم آجاتا ہے۔ لیکن اگر ایک لاکھ آدم آئے اور ایک لاکھ کو ایک لاکھ بیس ہزار سے ضرب دے دو پھر بارہ ارب نبی تو آ گئے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن

یہ ایک حقیقت ہے

کہ منافق جب یہ کہتا ہے تو وہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مقام کو گرا کر کہتا ہے کہ آپ مجدّد تھے اور صدی کے آخر میں ایک اور مجدّد آئے گا۔ لیکن سُنو آپ محض مجدّد نہیں تھے۔ آپ مسیح بھی تھے، آپ مہدی بھی تھے، آپ امام آخرالزمان بھی تھے، آپ مجدّد الفِ آخر بھی تھے، آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب بھی تھے اور خدا تعالےٰ نے آپ کو فرمایا ہے کہ قیامت تک کا زمانہ تمہارا زمانہ ہے۔ اس لئے کوئی شخص آپ سے یہ زمانہ چھیننے کے لئے تو نہیں آسکتا البتہ آپ کا خادم ہو کر آسکتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے جو خادم آنے ہیں وہ خلفائے سلسلہ حقّہ احمدیہ ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خادموں کے لشکر میں شامل ہو کر اور پھر مسیح موعود علیہ السّلام اپنے ان تمام خدام کے لشکر کے ساتھ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں

بطور ایک خادم کے کھڑے ہوئے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اب ہم عہد دُہرائیں گے۔ اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔ پھر مَیں آپ کو السّلام علیکم کہوں گا اور آپ کو رخصت کر دوں گا۔ میری دعا ہے سفر و حضر میں اللہ تعالےٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔

عہد دہرانے کے بعد حضور کی اقتداء میں اجتماعی دُعا پر یہ بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا ٭

امتحان دینی نصاب لجنہ و ناصرات الاحمدیہ

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام لجنہ اماء اللہ کا امتحان مورخہ ۲۳ ر جولائی ۱۹۷۸ء کو اور ناصرات الاحمدیہ کا امتحان مورخہ ۲۵ ر جون ۱۹۷۸ء کو ہوگا۔

ہر جماعت کی صدر لجنہ اماء اللہ سے درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر دفتر کو مطلع کریں کہ ان کو کتنی تعداد میں پرچے درکار ہیں۔ زیادہ سے زیادہ بہنوں اور بچیوں کو اس امتحان میں شریک کرنے کی کوشش کریں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

جرمنی میں احمدی نوجوانوں کی دینی خدمات اور مخلصانہ تعاون

عزیز انعام الٰہی خانصاحب ابن محترم فضل الٰہی خانصاحب درویش نائب ناظر امور عامہ قادیان مع اپنے چھوٹے بھائی عزیز عطاء الٰہی خان اِن دنوں جرمنی میں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مقیم ہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب حالیہ سفر یورپ پر تشریف لے گئے اور اس سفر کا آغاز جرمنی سے فرمایا تو ۱۰ ؍ ۵ ؍ ۷۸ سے ۲۸ ؍ ۵ ؍ ۷۸ تک حضور کا قیام جرمنی میں رہا جہاں عزیزان مذکورین کے علاوہ جرمنی میں مقیم دوسرے احمدی نوجوانوں نے بھی امام صاحب مسجد فرانکفورٹ سے مخلصانہ تعاون کیا اور مختلف جماعتی کاموں میں اخلاص کے ساتھ خدمات سر انجام دیتے رہے۔ عزیز موصوف نے حضور کے جرمنی میں قیام کے سلسلہ میں بعض دلچسپ کوائف بھی ارسال کئے جو قادیان میں احباب کو سُنا دئے گئے اور دُعا کی تحریک بھی کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو جملہ نیک مقاصد میں کامیاب کرے۔ نیز عزیز اپنی اہلیہ کو اپنے ہاں بُلانے کی کوشش کر رہے ہیں اس میں بھی کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے٭

٭ — حضور انور کے بابرکت سفر کے تفصیلی کوائف الفضل سے بدر میں نقل کئے جا رہے ہیں۔ احباب حضور کے اس دورہ کے نہایت درجہ کامیاب ہونے کے لئے دُعا کرتے رہیں۔ (ادارہ بیتر بدر)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا تبلیغی سفر یورپ

بقیہ صفحہ (۲)

پہنچ پہنچ کر حضور انور سے انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا شرف حاصل کرنے اور حقائق و معارف سے مالا مال ہونے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ اس دوران حضور نے فرینکفورٹ اور زیورک کے احمدیہ مشنوں کا معائنہ بھی فرمایا اور ہر دو مقامات کے مبلغین انچارج مکرم منصور احمد خان صاحب امام مسجد نور فرینکفورٹ اور مکرم نسیم مہدی صاحب امام مسجد محمود زیورک کو تبلیغی نظام کو زیادہ مؤثر بنانے کے سلسلہ میں اہم ہدایات سے نوازا۔ نیز ہر دو مساجد میں پنجگانہ نمازیں پڑھانے کے علاوہ مسجد نور فرینکفورٹ میں جمعہ کی نمازیں بھی پڑھائیں اور خطاب ارشاد فرمائے۔ نیز استقبالیہ تقاریب میں شرکت فرما کر وہاں کے دانشوروں اور ذی علم احباب تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔

محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب (جو حضور انور کے اس سفر میں بطور پرائیویٹ سیکرٹری خدمات سرانجام دینے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں) کی اطلاع کے مطابق حضور انور نے ۲۷؍مئی کو مقامی احباب کے علاوہ جرمنی کے مختلف شہروں سے تشریف لانے والے احباب کو بھی شرفِ ملاقات بخشا۔ بعض احباب مع افرادِ خاندان آئے ہوئے تھے۔ حضور نے اُن کی خواہش پر اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ اسی روز سہ پہر کو حضور نے انڈونیشیا کے ڈاکٹر اڈانگ سوہندر صاحب اور اُن کے اہل و عیال کو ملاقات کا شرف بخشا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف مع فیملی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے برلن سے تشریف لائے تھے۔ نیز اسی روز شام کو حضور نے جماعتِ احمدیہ برلن کے احباب کو ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔

محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کی رپورٹ کے مطابق حضور انور ۲۹؍مئی کو بوقت سہ پہر ہالینڈ کے شہر دی ہیگ ورود فرما ہوئے۔ ہالینڈ کے علاوہ متعدد قومیتوں کے احباب نے کثیر تعداد میں جمع ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا نہایت والہانہ انداز میں پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ حضور نے اُن سے قریباً ایک گھنٹہ تک گفتگو فرمائی۔ اور انہیں بیش بہا نصائح سے مالا مال کیا۔ اس موقعہ پر حضور نے چودہ ۱۴ نئے افراد کی بیعت بھی قبول فرمائی۔ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ہالینڈ سے انگلستان تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مُبارک سفر

لندن کے ہیتھرو ایئرپورٹ اور مشن ہاؤس میں حضور کا والہانہ پُرجوش استقبال

حضور ہالینڈ کے شہر دی ہیگ کے احمدیہ مشن ہاؤس میں ۲۹؍و ۳۰؍مئی یعنی دو روز قیام فرمانے کے بعد ۳۱؍مئی کی صبح کو وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر گیارہ بجے قبل دوپہر لندن میں ورُود فرما ہوئے۔ جونہی حضور کا طیارہ ہیتھرو ایئرپورٹ پر اُترا اور حضور طیارہ سے باہر تشریف لائے تو مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن نے آگے بڑھ کر حضور کا خیر مقدم کرنے کی سعادت حاصل کی۔ علاوہ ازیں وہاں ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ایک درجن کے قریب فوٹوگرافر بھی پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی حضور کو خوش آمدید کہا۔ اور حضور کی تشریف آوری کے متعدد فوٹو اتارے۔ وہاں سے حضور مکرم بی۔ اے۔ رفیق صاحب کی معیت میں وی۔ آئی۔ پی لاؤنج میں تشریف لائے۔ یہاں گیمبیا (مغربی افریقہ) کے ہائی کمشنر ہز ایکسی لینسی ابوبکر جینے، محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، انگلستان کے مبلغین کرام اور جماعتِ احمدیہ انگلستان کے بعض چنیدہ احباب نے حضور کا استقبال کرنے اور حضور کی خدمت میں اھلاً و سھلاً و مرحبا عرض کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ انگلستان کی عہدیداران نے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کو نہایت پُرتپاک طریق پر خوش آمدید کہا۔ وی۔ آئی۔ پی لاؤنج میں ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ نے بھی حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کی اور انٹرویو کی شکل میں حضور کی تشریف آوری کے مقصد اور لندن کانفرنس کے متعلق سوالات دریافت کئے۔ جن کے حضور نے جواب دیئے۔

حضور ہیتھرو ایئرپورٹ سے جب ایک قافلہ کی شکل میں بذریعہ موٹر کار احمدیہ مشن ہاؤس روانہ ہوئے تو اٹھارہ میل لمبے راستہ میں مختلف مقامات پر انگلستان کے احمدی احباب مختلف گروپس کی شکل میں حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ جونہی حضور کی کار دوسری کاروں کی معیت میں اُن کے پاس سے گزرتی تو وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کر کے حضور کا خیر مقدم کرتے جاتے۔ حضور راستہ میں مختلف مقامات پر ہاتھ ہلا ہلا کر اُن کے خیر مقدمی نعروں کا جواب دیتے ہوئے ایک بجے بعد دوپہر احمدیہ مشن ہاؤس پہنچے۔ وہاں دُنیا بھر کے مختلف ملکوں سے آئے ہوئے ایک ہزار سے زیادہ احباب نے (جو مسیح کی صلیب سے نجات کے موضوع پر منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے حال ہی میں اپنے اپنے ملکوں سے وہاں پہنچے ہیں) بہت والہانہ انداز میں اپنے آقا ایدہ اللہ کا خیر مقدم کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور نے ان سب احباب کو باری باری شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔ اور بیرونی ملکوں سے تشریف لانے والے بہت سے مندوبین سے باتیں کیں اور اُن سے اُن کی اور ان کی جماعتوں کے احباب کی خیریت دریافت فرمائی۔ والہانہ استقبال کے اس پُرکیف نظارہ کی فوٹوگرافروں نے بکثرت تصاویر بھی اتاریں۔

حضور کے لندن میں ورودِ مسعود کے متعلق جو کیبل گرام محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی کی خدمت میں آج ۳؍جون کو موصول ہوئے ہیں ان کا ترجمہ درج ذیل ہے :-

(۱) "لندن۔ یکم جون۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مع دیگر اہلِ قافلہ لندن کے ہیتھرو ایئرپورٹ پر ۳۱؍مئی کو گیارہ بجے قبل دوپہر ورود فرما ہوئے۔ امام بشیر احمد صاحب رفیق اور پریس اور ٹیلیوژن کے ایک درجن کے قریب فوٹوگرافروں نے طیارہ کے بالکل قریب پہنچ کر حضور کا استقبال کیا۔ وی۔ آئی۔ پی لاؤنج پہنچنے پر ہز ایکسی لینسی سفیر گیمبیا مقیم لندن کے علاوہ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب، محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور مبلغینِ انگلستان نے حضور کا خیر مقدم کیا۔ مستورات کے ایک وفد نے مسجد لندن سے ایئرپورٹ پہنچ کر حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو خوش آمدید کہا۔ ایئرپورٹ پر ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے نے حضور سے انٹرویو لیا۔ مسجد فضل لندن تشریف لے جاتے ہوئے راستہ میں مختلف مقامات پر احمدی احباب کے مختلف گروپس نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کر کے حضور کا استقبال کیا۔ حضور مسجد لندن میں ایک بجے بعد دوپہر پہنچے وہاں دُنیا بھر کے ملکوں کے ایک ہزار سے بھی زائد احباب حضور کے استقبال کے لئے جمع تھے۔ حضور نے ان سب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ اور بعض مندوبین سے باتیں کیں یہ سب احباب لندن کانفرنس میں شرکت کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اخبارات کے فوٹوگرافروں نے اس موقع کی بھی متعدد تصاویر اتاریں۔ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔" (مرزا انس احمد)

(۲) "لندن ۲؍جون۔ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ یکم جون کو حضور نے پانچوں نمازیں مسجد فضل لندن میں پڑھائیں۔ اور صبح دفتر میں ڈاک وغیرہ ملاحظہ فرمانے میں کئی گھنٹے مصروف رہے۔ آج لندن کانفرنس شروع ہو رہی ہے۔" (مرزا انس احمد)

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دُعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے جملہ رفقاء کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہو۔ ہر ہر قدم پر اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور رُوح القدس کے ساتھ مدد فرمائے۔ نیز لندن کانفرنس کی غیر معمولی کامیابی اور غلبۂ اسلام کے حق میں اس کے

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
PHONES :- 52325 / 52686 P.P.
ویرائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پریڈ سول اور ربڑشیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
چپل پروڈکٹس
۲۹/۴۲ مکھنیا بازار۔ کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل اور سکوٹرس کی خرید و فروخت، اور تبادلہ کے لئے (آٹوونگس) کی خدمات حاصل فرمایئے
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C. I. T. COLONY,
MADRAS - 600004
PHONE NO. 76360.
آٹوونگس

قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی تعمیر کیلئے اصحاب ثروت سے اپیل

وہ مدرسہ جس نے بڑے بڑے نامور علماء پیدا کئے

قادیان کا مدرسہ احمدیہ وہ مبارک ادارہ ہے جس کی بنیاد ۱۹۰۶ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی تھی۔ اور جس کی غرض یہ تھی کہ اس میں ایسے علماء پیدا کئے جائیں جو احمدیت اور اسلام کے پہلوان ہوں۔ اور اسلام کے خلاف اعدائے اسلام کی بڑھتی ہوئی یلغاروں کو روک دیں اور اسلام کی سربلندی کے لئے دُنیا کے کناروں تک پہنچ کر تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیں۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؓ۔ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس۔ اور حضرت مولانا شیخ مبارک احمد صاحب وغیرہم عُلماء نے اِسی مدرسہ میں تعلیم پاکر اسلام کی سربلندی کے لئے ایسی خدمات سرانجام دیں جو احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ تقسیم ملک کے بعد بھی اس مدرسہ نے باوجود نامساعد حالات کے علماء تیار کرنے کا کام جاری رکھا۔ اور خدا کے فضل سے اس وقت ہندوستان کے مختلف مقامات پر جو مبلغین فریضۂ تبلیغ بجا لا رہے ہیں وہ اسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے ہیں۔ اور آئندہ بھی یہ مدرسہ انشاءاللہ ایسے علماء تیار کرتا رہے گا۔

اِس مدرسہ کے پاس جو بلڈنگ اس وقت موجود ہے وہ ضرورت کے مقابلہ پر ناکافی ہے۔ اور مزید چار کمرے تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔ جن میں سے ہر کمرے پر بارہ تیرہ ہزار روپیہ خرچ کا اندازہ ہے۔ گویا مجموعی طور پر پچاس ہزار کے قریب خرچ کا اندازہ ہے۔ چونکہ عمارتی سامان روز بروز مہنگا ہو رہا ہے اِس لئے ممکن ہے کہ اس سے بھی زیادہ خرچ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جن احباب کو مالی لحاظ سے استطاعت بخشی ہے اُن سے نظارت ہذا درخواست کرتی ہے کہ وہ اِس کارِ خیر کے لئے آگے آئیں۔ اور کم از کم ایک ایک کمرہ کا خرچ برداشت کریں۔ فی کمرہ اخراجات تیرہ ہزار کے قریب ہوں گے۔ وہ دوست جنہیں اللہ تعالیٰ یہ توفیق بخشے گا اُن کے نام سنگِ مرمر کی پلیٹوں پر کندہ کروا کر ان کمروں کی دیواروں میں نصب کئے جائیں گے جو اُن کے عطیات سے تعمیر ہوں گے۔ تا کہ موجودہ اور آنے والی نسلیں اُن کے لئے دُعائے خیر کریں۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

قادیان میں ماہ رمضان المبارک گزارنے کے سلسلہ میں

ضروری اعلان

انشاءاللہ اس سال رمضان المبارک ۴ر اگست ۱۹۷۸ء سے شروع ہو رہا ہے۔ ہندوستان کی جماعتوں کے جو دوست ماہِ رمضان المبارک مرکز قادیان میں تشریف لا کر گزارنے اور یہاں کے رُوحانی ماحول میں روزے رکھنے۔ درس القرآن سُننے اور اعتکاف بیٹھنے کے خواہشمند ہوں انہیں چاہیئے کہ اپنی درخواستیں صدر صاحب جماعت کی تصدیق سے جلد از جلد نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں بھجوا دیں۔ اور درخواست میں یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ کیا وہ قادیان میں قیام کے دَوران اپنے خور و نوش کے اخراجات خود برداشت کریں گے یا لنگرخانہ سے ان کے کھانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ امید ہے احباب اپنی درخواستیں جلد بھجوا دیں گے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستِ دُعا:

محترم سید محمد شاہ صاحب سیفی آف بیج بہاڑہ (کشمیر) کا بیٹا سید بشارت احمد شاہ صاحب ان دنوں رانچی کانکی ٹریزی کالج میں ٹریننگ کر رہے ہیں۔ بہار میں اس وقت شدید گرمی پڑ رہی ہے احباب اعانت کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت سے رکھے۔ محترمی سیفی صاحب نے مبلغ پانچ روپیے دیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالےٰ۔ (ایڈیٹر بدر)

مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی توسیع

از محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

تقسیمِ مُلک کے بعد قادیان دارالامان میں زیارتِ مقاماتِ مقدسہ اور تحقیقِ حق کے لئے آنے والے مہمانوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا آرہا ہے۔ چنانچہ چند سال قبل پانچ چھوٹے سائز کے کمروں کی تعمیر کی گئی۔ لیکن اب پھر جگہ کی تنگی محسوس ہونے پر مہمان خانہ کے احاطہ میں چار کمروں اور تین چھوٹے کوارٹرز کی تعمیر کی گئی ہے۔

اِن نو تعمیر شدہ کمروں کے لئے بجلی کے پنکھوں۔ پلنگوں اور میز کرسیوں کی فوری ضرورت تھی۔ اِس سلسلہ میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بعض مخیّر ممبراتِ لجنہ کو تحریک کر کے انتظام کر رہی ہیں اور امید ہے کہ ایسا انتظام ہماری لجنہ کی بہنیں جلد تر کر دیں گی۔

ایک اور اہم ضرورت مہمان خانہ کے لئے DEEP FREEZER یا بڑے سائز کے ریفریجریٹر کی درپیش ہے۔ ہمارے ہاں روزانہ گوشت کا انتظام نہیں برف اور ٹھنڈے پانی کا مہیا کرنا بھی بسا اوقات مشکل ہو جاتا ہے۔ اِس لئے مہمان خانہ میں ایک ڈیپ فریزر (DEEP FREEZER) یا بڑے سائز کے ریفریجریٹر کی ضرورت ہے۔ ڈیپ فریزر کی قیمت اندازاً آٹھ ہزار نو ہزار کے درمیان ہے۔ اور بڑے سائز کا ریفریجریٹر چھ ہزار روپے میں مِل جاتا ہے۔

اِس کارِ خیر میں جو دوست حصّہ لینا چاہیں وہ اپنی پیشکش سے مطلع فرمائیں۔ خدائے تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

درخواستِ دُعا!!

محترمہ حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی کے بارہ میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۳ر جون کو فوجی فاؤنڈیشن ہسپتال راولپنڈی میں آپ کا پتہ کا اپریشن ہو گیا ہے جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ پتے میں سے چھوٹی بڑی پندرہ پتھریاں نکلیں۔ طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نارمل ہے۔ احباب جماعت خاص طور پر دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحتِ کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے آمین۔ (ایڈیٹر بدر)

ہفتہ قرآن مجید

تمام عہدیداران و مبلغین و معلمین و احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اِس سال ہفتہ "قرآن مجید" منانے کا پروگرام ۸ر جولائی تا ۱۴ر جولائی ۱۹۷۸ء کی تاریخوں میں تجویز کیا گیا ہے۔ تمام جماعتیں ان تاریخوں میں ہفتہ قرآن منانے کا اہتمام کریں۔ اور مختلف عنوانات کے تحت تقاریر کر کے قرآن مجید کی عظمت۔ قرآن مجید کی تاثیرات۔ قرآن مجید کے فضائل۔ تلاوت قرآن مجید کی برکات۔ قرآن مجید کامل اور جامع شریعت ہے۔ قرآن مجید مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات۔ جماعتِ احمدیہ اور خدمتِ قرآن۔ اخروی زندگی از روئے قرآن وغیرہ موضوعات پر روشنی ڈالی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کی پاک تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ ہفتہ قرآن مجید پوری شان اور اہتمام سے منائیں اور رپورٹیں نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں بھجوائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان